صوفی ازم انسٹیٹیوٹ پاکستان

مقالہ نگار

شاہ زیب علی

سال دوم سپلیمنٹری کارولنمبر:

مقالہ نگران

علامہ احمد لبیب علی قادری صاحب

مدظلہ العالی

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

تصدیق مشرف

دستخط:

اظہار تشکر

بندہ حقیر اپنے اکابرین اور اساتذہ کرام کا بے حد ممنون ہے جنہوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی جنہوں نے نہ صرف مقالہ لکھنے میں قیمتی آرا سے نوازا بلکہ درجہ صرف سے لیکر دورہ حدیث شریف تک قدم بہ قدم رہنمائی فرماتے ہوئے مخلصانہ مشورے سے نوازتے رہے اور آئندہ بھی رہنمائی فرماتے رہیں گے، جن میں شیخ الحدیث علامہ عبد الرحیم مدظلہ، علامہ حافظ سعید احمد کاوش مدظلہ، علامہ عبد الرؤف ریحان جلالی مدظلہ، علامہ یاسین سیالوی مدظلہ، علامہ اشفاق امینی مدظلہ ودیگر تمام کا مشکور وممنون ہوں، اللہ تعالی میرے تمام اساتذہ کرام کو اپنی شایان شان کے مطابق حظ وافر جزائے خیر عطا فرمائے،

آمین بجاہ نبی الکریم الامین ﷺ

شاہ زیب علی

انتساب

بندہ فقیر اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو دانائے سبل مولائے کل ختم الرسل مولائے قیل و قال بوستان فصاحت کا جمال شفیع معظم خطیب امم حبیب محتشم احمد مجتبی جناب محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں اور شیخ اجل امام ابو الحسن الشاذلی رحمہ اللہ تعالی علیہ اور سیدی و مرشدی حضرت علامہ مولانا مفتی شیخ اشفاق البغدادی دامت برکاتہم العالیہ واپنے والدین و برادر اکبر شعیب قادری کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی دعاؤں اور شفقت سے اس مقام تک پہنچا جنہوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر محنت اور مشقت کے ساتھ مجھے تعلیم حاصل کروائیں،

بعد ازاں

اپنے تمام اساتذہ کرام(کریمہ سعدی سے لیکر دورہ حدیث شریف تک) کی طرف منسوب کرتا ہوں جنہوں نے حتی امکان بڑی کوششوں اور تمام تر توجہات کے ساتھ بہار علمیہ سے سیراب کیا اور میرے مقالہ نگران حضرت علامہ احمد لبیب قادری صاحب جنہوں نے جگہ جگہ میری رہنمائی فرمائیں یہ مقالہ پائے تکمیل تک پہنچا دعا ہے اللہ رب العزت ان عظیم ہستیوں کا سایہ تادیر سلامت رکھے،

آمین بجاہ نبی الامین ﷺ

شاہ زیب علی

مقدمۃ التحقیق

الحمد للہ الذی حقق الحقائق ،وأوضح الطرائق، والصلاۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد سید الخلائق، والمخصوص بتواتر المعجزات، وتظاھر الخوارق، و رضی اللہ تعالی عن أصحابہ الاعلام، الذین اظھر اللہ بھم دینہ القویم فی أقصی المغارب والمشارق.

وبعد :فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب بنا کر اس کائنات عرضی میں بھیجا،اس کے لئے ہر قسم کے لوازمات جو اس کی زندگی کے لئے ضروری تھے وہ اس کے لئے پہلے ہی سے فراہم کر دیے گئے تھے۔اس کی خوراک کا اہتمام موجود تھا،اس کے آرام کے لئے دن رات کا نظام موجود تھا،اس کے لئے موسموں کا ایک بہترین نظام موجود تھا۔اسی طرح اس کی جنسی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے بھی مناسب انتظام کیا گیا اور نکاح کے ذریعے عورت کی صورت میں اس کو یہ فطری اور جبلی خواہش کو پورا کرنے کا انتظام بھی کیا گیا۔

ہر طرح کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت کا سامان بھی کیا اور ہر دور میں، ہر قوم میں انبیاء کو مبعوث فرمایا جو اس کو رب کی یاد دلاتے رہے اور اس کی طرف بلاتے رہے۔کچھ لوگوں نے خود سے بھی رب کو تلاش کرنے کی ٹھانی اور اپنے اپنے طریقے،اپنی عقل،اپنی فہم سے اپنی بساط کے مطابق مختلف طریقوں سے رب کی تلاش کی۔اپنی زندگیاں اس راہ میں لگائیں۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے جہاں اس میں باقی معاملات میں انسان کی ضروریات کا خیال رکھا وہاں اس کی روحانی ضروریات کا بھی خیال رکھا اور جبلی طور پر انسان کے اندر جو شروع ہی سے خالق کو پہچاننے اور اس تک پہنچنے کی ایک خواہش تھی اس کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو بھی شرعی حدود و قیود کے طابع کر کے ایک دائرے کے اندر اس خواہش کی تکمیل کا اہتمام کیا گیا۔

حدیث جبریل میں حضرت جبریل علیہ السلام کے سوالات اس چیز کو عیاں کرتے ہیں کہ تصوف یا احسان کی بنیاد اسلام میں ابتداء ہی سے موجود تھی۔ قرآن و احادیث و آثار سے ہمیں تصوف ایک باقاعدہ شاخ کی صورت میں نظر آتا ہے اور ایک علیحدہ حقیقت کے طور پر سامنے آتا ہے، اور اللہ کی معرفت کا دوسرا نام ہی تصوف ہے، کسی نے کیا خوب کہا کہ **الشریعت کالسفینۃ والطریقت کالبحر والحقیقت کالصدف والمعرفت کالضر** یعنی شریعت کشتی کی طرح ہے اور طریقت دریا کی طرح ہے اور حقیقت صدف کی طرح ہے (جو دریا کی تہہ میں ہوتی ہے) اور معرفت موتی کی طرح ہے، اس کو یوں سمجھ لیجئے کہ شریعت کی کشتی میں سوار ہو کر طریقت کے دریا میں اترنا ہو گا پھر وہاں سے غواصی ہو گی بحر حقیقت میں یا بحر عشق و محبت میں تاکہ وہ حقیقت کی صدف حاصل ہو جائے پھر وہاں سے شریعت کی کشتی میں آ کر اس صدف کو جب کھولا جائے گا تو اس میں ضُرِ معرفت یعنی ذاتِ حقیقی اور مطلوب تحقیقی کا عرفان نصیب ہو گا جو کہ ہماری زندگی کا مقصدِ اولین و آخرین ہے۔
تصوف کسے کہتے ہیں؟ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اس کے سلاسل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ اس کے زندگی میں کیا اثرات ہیں؟ بہت سے سوالات ہیں جو لفظ تصوف سنتے ہیں ذہن میں آتے ہیں۔ تصوف پر کام کرنے کے لئے سرکاری طور پر ایک ادارہ کا قیام عمل میں آیا اس ادارہ کا کیا کام ہے اور اس کے اہداف کیا ہیں؟

ان تمام سوالات کے جوابات کے لئے تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے تحت میرے مقالہ شھادۃ العالمیہ کے عنوان

"صوفی ازم انسٹیٹیوٹ پاکستان"

کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔ جس میں تصوف کا تعارف اس پر ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات سمیت حکومتی طور پر قائم ہونے والے صوفی انسٹیٹیوٹ کا تعارف بھی کروایا جائے گا۔۔

فرضیہ تحقیق:

تصوف کا لغوی معنٰی

تصوف کے مبادیات

ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ کا تعارف

حکومتی صوفی ازم کے اداروں کا تعارف

اعتراضات کا علمی محاکم ہ

تبویب:

اس مقالہ **" صوفی ازم انسٹیٹیوٹ پاکستان"**

میں چار ابواب اور ہر باب کے تحت فصلیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

الباب الاول

تصوف اور ناقدین

فصل اول: تصوف پر اعتراضات کے جوابا

باب اول

تصوف کا معنی و مفہوم

فصل اول

تصوف کی لغوی تعریف

اس کے مادہ اشتقاق میں بہت اختلاف ہے کچھ کہتے ہیں کہ یہ "صُوف" سے مشتق ہے،

تصوف باب تَفَعُّل سے مصدر ہے، اس باب کی خاصیت کے پیش نظر اس کا لفظی معنی ہوا صاف ہونے کے لیے محنت اور مشقت کرنا ، صاحب تصوف کو صوفی کہا جاتا ہے یہ لفظ یا تو صُوف سے بنا ہے یا صَفا سے یہ صُفَّہ سے اگر صُوف (ع-اند) سے ہے تو اس کا معنی ہے اون کمبل ایک قسم کا پشمینے کا کپڑا ہوا،(1)

اسی سے صوفی بنا یعنی پشمینہ پوش پارسا پرہیز گار، صوفی کی جمع صوفیاء یعنی پرہیز گار لوگ آتی ہے صوفی کو صوفی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صوف پشمینہ کے کپڑے پہنتے ہیں، اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ اول صف میں ہوتے ہیں اس لیے انہیں صوفی کہتے ہیں،(2)

علامہ ابن عجیبہ متوفی1266ھ کہتے ہیں

قال من الصوفة لان الصوفي مع الله تعالى كاالصوفة المطروحه لاستسلامه الله تعالى

تصوف صوفة سے مشتق ہے اس لئے کہ صوفی اللہ تعالی کے ساتھ بکھرے ہوئے اون کی طرح ہے۔

صُفہ کا ایک معنی

ومنهم من قال انه من الصفه اذا حملته اتصاف بالمحاسن وترك الاوصاف المذمومه

جس نے یہ کہا ہے کہ یہ صفہ سے مشتق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اوصاف جمیلہ سے متصف ہونا اور اوصاف مذمومہ کا ترک کر دینا ہے۔(3)

صوفی کب بنتا ہے

ومنهم من قال: من الصفاء حتی قال ابو الفتح البستی رحمه الله تعالیٰ

تنازَعَ النّاسُ في الصُّوفِيّ واختلَفوا

قِـدْمـاً وظَـنُّوهُ مُـشـتَـقـاً مِـنَ الصُّوفِ

ولستُ أمنحُ هـذا الاسمَ غـيرَ فتىً

صـافـي فـصـوفِـيَ حتّى لُقِّبَ الصُّوفی

اور ان میں سے ابو الفتح بستی علیہ رحمہ نے صفاء کے بارے میں کہا کہ

لوگوں نے مشتقات صوفی میں اختلاف کیا ہے بعض نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ صوف سے مشتق ہے میں یہ نام نہیں دیتا مگر ایسے جوان کو جس نے اپنا تصفیہ کیا پس وہ صاف ہو گیا یہاں تک کہ اس کا نام صوفی رکھ دیا گیا۔(4)

حدیث کی روشنی میں لفظ صوف کی تحقیق

چنانچہ سنن ابن ماجہ صفحہ 255 پر ایک پورا باب موجود ہے جس کا نام ہی **لبس الصوف** ہے اس باب میں متعدد احادیث ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ: **خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم وعلیہ جبۃ رومیۃ من صوف**

یعنی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تشریف لائے اور آپ نے صوف کا بنا ہوا رومی جبہ پہن رکھا تھا (5)

اسی طرح صحیح بخاری میں بھی کتاب اللباس میں ایک باب قائم کیا گیا ہے جس کا نام ہے **لبس جبۃالصوف فی الغزو** اس باب میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور آپ نے صوف کا جبہ پہن رکھا تھا

وعلیہ جبۃ من الصوف(6)

اس مادہ کے اعتبار سے سادگی اور بے تکلفی کو اختیار کرنا صوفی کا خاصہ ہو گا

اگر یہ لفظ صفہ سے بنا ہو تو صفہ والے کو صفوی کہا گیا اور پھر یہ ثقالت کی وجہ سے صوفی بنا جس طرح آج کل مدینہ شریف والے قبا کو قوبا کہہ رہے ہیں

اب اصحاب صفہ علیہ الرضوان کے احوال اور گزر بسر پر ایک نظر کر کے سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک صوفی کس طرح کی سیرت کا مالک ہوتا ہے،

اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جو اپنا گھربار چھوڑ کر روحانی تربیت کی خاطر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتے تھے ان کی رہائش گاہ صفہ نامی چبوترہ تھا جو کہ کاشانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شمال میں تھا اور مسجد شریف کے ساتھ متصل تھا ان کا کھانا پینا لباس وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذمے لے رکھا تھا فقر کے عالم میں ان کا کھانا اور لباس وغیرہ نہایت مختصر اور سادہ تھا اور یہ لوگ ہما وقت مجاہدے میں مصروف رہتے تھے ان لوگوں کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی آج کل جس طرح صوفیائے کاملین کے آستانوں پر کچھ لوگ مستقل رہتے ہیں اور کچھ آتے جاتے رہتے ہیں تقریبا یہ اسی سنت کا انعکاس ہے۔

قرآن مجید میں انہیں فقراء کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے۔

جیسا کہ فرمایا " لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِيۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِى الۡاَرۡضِ يَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ‌ تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ‌ لَا يَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا‌ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ (۲۷۳) "(7)

ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے نادان انہیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے،

اس آیت کی تفسیر میں امام بغوی رحمہ للہ علیہ لکھتے ہیں "**وھم اصحاب الصفة** "اس آیت میں فقراء سے مراد اصحاب صفہ ہیں(8)

تفسیر قرطبی میں ہے کہ

وهم اهل الصفه وكانوا نحوا من اربع مائة رجل وذلك انهم كانوا يقدمون فقراء على رسول الله وما لهم اهل ولا مال فبنيت لهم صفة في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقيل لهم اهل الصفة(9)

یعنی یہ لوگ اہل صفہ تھے جو چار سو کے قریب تھے یہ فقراء تھے جو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس آتے تھے ان کے پاس نہ گھر تھا نہ مال تھا ان کے لیے مسجد نبوی شریف میں چبوترا تعمیر کیا گیا تھا جس کی وجہ سے انہیں اہل صفہ کہا جاتا تھا،

عن ابي هريره رضي الله تعالى عنه قال رايت سبعين من اصحاب الصفة ما منهم رجل عليه رداء اما ازار واما كساء قد ربطوا في اعناقهم فمنها ما يبلغ نصف الساقين ومنها ما يبلغ الكعبين ويجمعه بيده كراهية ان ترى عوراته ۔(10)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر افراد کو دیکھا ہے ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جس کے ساتھ مکمل لباس ہو یا صرف تہبند ہوتا تھا یا صرف اور اوڑھنی ہوتی تھی جسے انہوں نے اپنی گردن کے ساتھ گرا دی ہوئی ہوتی تھی

ان میں سے کچھ چادریں آدھی پنڈلی تک ہوتی تھی اور ان میں سے کچھ چادریں ٹخنوں تک ہوتی تھیں پھر وہ انہیں اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر رکھتے تھے تاکہ کھل نہ جائیں اور بے پردگی نہ ہو۔

یہ لوگ کثرت سے ذکر کرتے تھے اور اللہ کریم جل شانہٗ نے اپنے حبیب کو حکم فرمایا کہ ان لوگوں کو وقت دیا کریں اور انہیں اپنی نگاہ رحمت میں رکھیں۔ چنانچہ فرمایا

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ(11)

یعنی اے محبوب اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس روکیے جو اپنے رب کو صبح شام یاد کرتے ہیں اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور ان سے اپنی نگاہیں مت ہٹایئے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام بغوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :

قال قتادة نزلت في اصحاب الصفة وكانوا سبعين مائة رجل فقراء في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرجون الى تجارة ولا الى زرع ولا ضرع يصلون صلاة وينتظرون اخرى فلما نزلت هذه الايه قال النبي صلى الله عليه وسلم الحمد لله الذي جعل في امتي من امرت ان اصبر نفسي معهم۔(12)

یعنی حضرت قتادہ تابعی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی جو سات سو کے قریب افراد تھے نہ ہی تجارت کی طرف لوٹتے تھے نہ ہی زراعت کی طرف نہ ہی مویشیوں کی طرف ایک نماز پڑھ لیتے تو دوسری کا انتظار کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جن کے پاس ٹھہرنے کا مجھے حکم ہوا۔

حوالہ جات

(1)الحاج مولوی فیروزالدین "فیروزالغات "نیاایڈیشن2010 ص:867

(2) داتا گنج بخش ھجویری" کشف المحجوب ب" باب3ص:119(ضیاءالقران پبلی کیشنزلاہور)

(3)احمد بن محمد بن المہدی ابن عجیبہ،الحسنی الانجری1160ھ "ایقاظ الھمم في شرح الحکم" ص: 6 (ناشر دارالکتب العلمیہ)

(4)شیخ عبد القادر عیسی"الحقائق عن التصوف " ص: 23 (ناشر مؤسسة الكتب الثقافية)

(5)امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ " سنن ابن ماجہ " حدیث: 3663(دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض)

(6) امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری" صحیح بخاری" حدیث: 5799(دار الکتب العلمیہ،بیروت 1419ھ)

(7)قرآن مجید (البقرۃ آیت2: 273)

(8)امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی" معالم التنزیل" جلد 1 صفحہ 296 (سنۃ نشر1409ھالناشر دار طیبۃ)

(9) ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی"احکام القرآن"جلد 3 صفحہ322(الناشر موسسۃالرسالۃ سنۃ النشر2006)

(10) امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری: صحیح بخاري حديث: 442) (دار الکتب العلیہ،بیروت1419ھ)

(11) قرآن مجید(الکہف18 :28)

(12)تفسیر بغوی جلد3 صفحہ27(دار عالم کتب ریاض2006)

فصل دوم

تصوف کی تعریف

قَالَ القَاضِی شَیْخُ الإِسْلَامِ زَکَرِیَّا الأَنْصَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَی:

(التَّصَوُّفُ عِلْمٌ تُعْرَفُ بِهِ أَحْوَالُ تَزْکِیَةِ النُّفُوسِ، وَتَصْفِیَةُ الأَخْلَاقِ وَتَعْمِیرُ الظَّاهِرِ وَالبَاطِنِ لِنَیْلِ السَّعَادَةِ الأَبَدِیَّةِ)(13)

حضرت قاضی شیخ الاسلام زکریا انصاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تصوف ایسا علم ہے جس کے ذریعے سے ظاہر و باطن کی تعمیر اور اخلاق کی بہتری اور تزکیہ نفس کے احوال جانے جائیں تاکہ سعادت دارین حاصل کی جاسکے،

وَیَقُولُ الشَّیْخُ أَحْمَدَ زَرُّوق رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَی:

(التَّصَوُّفُ عِلْمٌ قَصدَ لِإِصْلَاحِ القُلُوبِ، وَإِفْرَادِهَا لله تَعَالَی عَمَّا سِوَاهُ. وَالفِقْهُ لِإِصْلَاحِ العَمَلِ، وَحِفْظِ النِّظَامِ، وَظُهُورِ الحِکْمَةِ بِالأَحْکَامِ. وَالأُصُولُ عِلْمُ التَّوْحِیدِ لِتَحْقِیقِ المُقَدِّمَاتِ بِالبَرَاهِینِ، وَتَحْلِیَةِ الإِیمَانِ بِالإِیقَانِ، کَالطِّبِّ لِحِفْظِ الأَبْدَانِ، وَکَالنَّحْوِ لِإِصْلَاحِ اللِّسَانِ إِلَی غَیْرِ ذَلِكَ)۔(14)

حضرت شیخ احمد ذروق رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

علم تصوف قلوب کی اصلاح کے قصد کا نام ہے اور قلوب کو اللہ تعالی کے لئے خالص کر لینا ہے ماسوا غیر کے،اور فقہ اعمال کی اصلاح اور محافظت کا نام ہے اور احکام کے ذریعے حکمتوں کو ظاہر کرنا ہے اور اصول علم توحید ہے مقدمات کو براھین کے ساتھ پائے جانے کے لئے اور علم توحید ایمان کو یقین کے ساتھ مزین کرنا ہے جیسا کہ علم طب بدن کی حفاظت کے لئے اور علم نحو زبان کی غلطیوں کو دور کرنے کے لئے ہے،

قَالَ سَيِّدُ الطَّائِفَةِ الإِمَامُ الجُنَيْدُ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى:

(التَّصَوُّفُ اسْتِعْمَالُ كُلِّ خُلُقٍ سَنِيٍّ، وَتَرْكُ كُلِّ خُلُقٍ دَنِيٍّ،)(15)

سید الطائفہ امام جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

تصوف ہر اچھی عادت کو اپنانے اور ہر بری عادت کو چھوڑ دینے کا نام ہے

وَقَالَ بَعْضُهُمْ:

(التَّصَوُّفُ كُلُّهُ أَخْلَاقٌ، فَمَنْ زَادَ عَلَيْكَ بِالأَخْلَاقِ زَادَ عَلَيْكَ بِالتَّصَوُّفِ(16)

اور بعض کے کہا:

تصوف سراسر ادب واخلاق کا نام ہے جو تجھ پر اخلاق میں جتنا بڑھ گیا وہ تجھ پر تصوف میں اتنا ہی بڑھ جائے گا،

وَقَالَ أَبُو الحَسَنِ الشَّاذِلِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى:

(التَصَوُّفُ تَدْرِيبُ النَّفْسِ عَلَى العُبُودِيَّةِ، وَرَدُّهَا لِأَحْكَامِ الرُّبُوبِيَّةِ)(17)

اور امام ابو الحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

تصوف نفس کو بندگئ خدا کے لئے تیار کرنے اور احکام ربوبیت کی پیروی کے لئے آمادہ کرنے کا نام " ہے،

وَقَالَ ابْنُ عَجِيبَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى:

(التَصَوُّفُ: هُوَعِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ كَيْفِيَّةُ السُّلُوكِ إِلَى حَضْرَةِ مَلِكِ الْمُلُوكِ، وَتَصْفِيَةُ البَوَاطِنِ مِنَ الرَّذَائِلِ، وَتَحْلِيَتِهَا بِأَنْوَاعِ الفَضَائِلِ. وَأَوَّلُهُ عِلْمٌ، وَوَسَطُهُ عَمَلٌ، وَآخِرُهُ مَوْهِبَةٌ(18)

حضرت ابن عجیبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تصوف وہ علم ہے جس کے ذریعے سلوک کی کیفیات سے بادشاہوں کے بادشاہ کی بارگاہ میں حاضری کا طریقہ جانا جائے، اور باطن کو رذائل سے پاک کرنا، نفس کو مختلف فضائل سے (مزین) آراستہ کرنا، اس کی ابتداء علم ہے، اس کا وسط عمل ہے اور اس کا آخر انعام الٰہی ہے،

وَقَالَ صَاحِبُ كَشْفِ الظُّنُونِ:

هُوَعِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ كَيْفِيَّةُ تَرَقِّي أَهْلِ الكَمَالِ مِنَ النَّوْعِ الإِنْسَانِيِّ فِي مَدَارِجِ سَعَادَاتِهِمْ---

الی ان قال

صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں:

نوع انسانی میں سے صاحب کمال لوگوں کا سعادتوں کے درجات میں ترقی کرنے کی کیفیت کے علم کا نام علمِ تصوف ہے۔۔۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہا:

عِلْمُ التَّصَوُّفِ عِلْمٌ لَیْسَ یَعْرِفُ

علم تصوف وہ علم ہے جسے نہیں جانتا

إِلَّا أَخُو فِطْنَةٍ بِالحَقِّ مَعْرُوفُ

مگر وہ جو مشہور و معروف ہو حق کے ساتھ معاملات میں

وَلَیْسَ یَعْرِفُهُ مَنْ لَیْسَ یَشْهَدُهُ

اور کیسے اسے جان سکتا ہے وہ شخص جس نے اسے دیکھا ہی نہ ہو

وَکَیْفَ یَشْهَدُ ضَوْءُ الشَّمْسِ مَکْفُوفُ(19)

اور بند آنکھوں سے کوئی شخص کیسے سورج کا مشاہدہ کر سکتا ہے

وَقَالَ الشَّيْخُ زَرُّوق فى قَوَاعِدِ التَّصَوُّفِ:

(وَقَدْ حُدَّ التَّصَوُّفُ وَرُسِمَ وَفُسِّرَ بِوُجُوهٍ تَبْلُغُ نَحْوَ الأَلْفَيْنِ، مَرْجِعُ كُلِّهَا لِصِدْقِ التَّوَجُّهِ إِلَى الله تَعَالَى، وَإِنَّمَا هِيَ وُجُوهٌ فِيهِ)۔(20)

اور آخر میں شیخ احمد ذروق قواعد تصوف میں فرماتے ہیں:

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تصوف کی بہت سی حدیں رسوم اور تفسیریں جو کہ دو ہزار کے قریب ہیں بیان کی گئی، لیکن سب کا مرجع صدق ہی ہے جو کہ اللہ تعالی کی توجہ کا مرکز ہے، اور ان سب میں یہی وجہ ہے۔

حوالہ جات

(13) ابي القاسم القشيري متوفي 465ھ" على هامش الرسالة القشيريه: ص 7(دارالكتب بيروت)

(14 شیخ احمد شہاب الدین احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ البرانسی زرّوق899ھ " قواعد التصوف " ص: 13 (المرکز العربی للکتاب الشارقۃ)

(15) شیخ مصطفی المدنی" النصرۃ النبویۃ" ص: 22(دار الکتب بیروت)

(16) حوالہ مذکورہ ص: 22

(17) علامہ حامد صقر" النور التحقیق " ص: 93

(18) احمد بن محمد بن المہدی ابن عجیبہ، الحسنی الانجری 1160ھ معراج التشوف الی حقائق التصوف ص: 4 (مرکز التراث الثقافي المغربي الدار البیضاء)

(19) علامه حاجي خليفه متوفى1067ھ " کشف الظنون "ج :1ص :413-414

(20) " قواعد التصوف" ص:3

فصل سوم

صوفی کو صوفی کیوں کہتے ہیں

یہ نام رکھنے کی وجہ اور لباسِ صوف سے ان کا تعلق

حضرت شیخ ابوالحسن سراج طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اپنی کتاب (اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی) میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ سوال کر دے کہ اصحاب حدیث کو تم حدیث کی طرف منسوب کرتے ہو اور فقہاء کو فقہ سے نسبت دیتے ہو لیکن یہ صوفی کو صوفیہ کہتے ہو اس کے کسی حال یا علم کی طرف منسوب کرکے کوئی اور نام کیوں نہیں دے دیتے جبکہ زاہد کو زہد سے نسبت ہے متوکل کو توکل کی وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے اور صابر کو صبر کی طرف منسوب کیا گیا ہے توصوفیہ کو صوفی نام کیوں دیا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ صوفیا کسی ایک چیز کا علم نہیں رکھتے نہ ہی ان کے کسی ایک حال یا مقام کا الگ نام رکھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ لوگ تمام علوم کے جامع ہوتے ہیں ان کے ہاں ہر پسندیدہ حال موجود ہوتا ہے پھر یہ اللہ کریم کے ہاں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں ہمیشہ اگلے مراتب حاصل کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں اور جب واقعتاً ایسا ہے تو پھر ان کا کوئی ایک نام کیسے

رکھا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ میں نے ان کے کسی ایک حال کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا اور نہ ہی انہیں ان کے کسی ایک علم کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ اگر میں ہر وقت ان کے کسی غالب حال خلق علم اور کسی عمل کی طرف منسوب کرو اور کوئی نام رکھ دوں تو یہ بات لازماً سامنے آئے گی کہ ہر وقت میں ان کے نئے سے نیا نام رکھتا جاؤں گا اور جو حالت غالب ہوتی جائیگی اس کے مطابق نیا نام رکھتا چلا جاؤں گا، ہاں البتہ میں نے ان کی نسبت ظاہری لباس کی طرف کر دی ہے کیوں کہ صوف پہننا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور یہی صوفیاء کی بھی علامت ہے اور اس کا ذکر بھی بہت سی روایات میں آتا ہے جیسا کہ جیساکہ ہم آگے ذکرکریں گے،اگرچہ یہ ایک گول مول عام سا نام ہے جس سے صوفیاء کے کام و اخلاق ستھری و پسندیدہ حالتوں کا پتہ چل جاتا ہے،

جیسا کہ اللہ نے حضرت عیسی علیہ السلام کے مخصوص ساتھیوں کے ایک گروہ کا نام بتاتے ہوئے ان کے ظاہری لباس کا لحاظ فرمایا اور ارشاد فرمایا اذقال الحواریون یعنی جب حواریوں نے کہا کیوں کہ آپ کے ساتھ سفید لباس پہنتے تھے چنانچہ اللہ نے لباس ہی کی بناء پر انہیں اس سے منسوب کر دیا ان کے کسی علم یا عمل یا حال کی طرف منسوب نہیں کیا حالانکہ یہ تمام صفات بھی ان میں پائی جاتی تھی چنانچہ صوفیہ کا لفظ بھی میرے نزدیک ایسا ہی ہے واللہ اعلم۔(21)

مزید کہ ان کا یہ نام کیوں پڑ گیا اس میں صاحب کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف میں امام ابو بکر کلاباذی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

وقالت طائفة

انما سمیت الصوفیة صوفیة لصفاء اسرارها اتفاء آثارها،

ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ انہیں ان کے باطن کی صفائی اور باطن کے آثار کی پاکیزگی کی وجہ سے صوفی کہا گیا،

وقال بشر بن الحارث

الصوفی من صفا قلبه الله تعالی،

صوفی وہ ہے جس کا دل اللہ کی خاطر پاک و صاف ہو،

وقال بعضهم

الصوفی من صفت الله معاملة فصفت له من الله عزوجل کرامته۔(22)

صوفی وہ ہے جس کا معاملہ اللہ کی خاطر پاک ہو پھر اللہ کی طرف سے اسے یہ انعام ملا ہو کہ اللہ کے ہاں اس کی بزرگی بھی پاکیزہ ہو،

وقال قوم

انما سموا صوفية لانهم في الصف الاولى بين يدي الله عز وجل بارتفاع هممهم اليه واقبالهم بقلوبهم عليه ووقوفهم بسرائرهم بين يديه۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ انھیں صوفی اس لیے کہا گیا ہے کہ اللہ عزوجل کے حضور میں پہلی صف میں ہیں یہ ان کی ہمتیں بلند ہو کر اللہ کی طرف چلی جاتی ہیں یہ اپنے دل سے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اللہ کے حضور میں اپنے باطن کے ساتھ پیش ہوتے ہیں

وقال قوم

انما سموا صوفية لقرب اوصافهم من اوصاف اهل الصفة الذين كانوا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم .۔

ایک گروہ کہتا ہے ان کا صوفی نام اس لیے پڑ گیا کہ ان کے اوصاف اہل صفہ کے اوصاف سے ملتے جلتے ہیں جو کہ عہد رسالت مآب صلی علیہ وسلم میں تھے،

وقال قوم

انما سموا صوفية للبسهم الصوف۔

ایک اور گروہ کہتا ہے انہیں صوف پہننے کی وجہ سے صوفی کہا گیا،

وقال السری سقطي رحمه الله

ووصفهم فقال اكلهم اكل المرضی ونومهم نوم الغرقا وکلامهم کلام الخرقا ومن تخلیهم عن الاملاك سموا فقراء۔(23)

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ یوں تعریف فرماتے ہیں ان کی خوراک مریضوں کیسی ہے اور نیند ان لوگوں کیسی ہے جو ڈوب رہے ہوں اور گفتگو بے وقوفوں کیسی چونکہ یہ ہر قسم کی چیز کی مملکت سے علیحدگی اختیار کر چکے ہوتے ہیں اس لیے انھیں فقراء کہا گیا،

وقال بعضهم من الصوفیؒ

قال الذی لا یملک والا یملک ،یعنی لایسترقه الطمع ،وقال الآخر هو الذی لا یملک شیئاً وان ملکه بذله،

کسی سے سوال کیا گیا کہ صوفی کی تعریف کیا ہے؟ جواب دیا کہ جو نہ تو کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی اس کا مالک، بالفاظ دیگر کے دنیاوی حرص و طمع نے اسے اپنا غلام نہ بنا رکھا ہو، ایک اور کا قول ہے کہ صوفی وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو اور اگر مالک بنے تو اسے خرچ کر ڈالے،

وقال الحسن البصری

و کان عیسی علیه السلام یلبس الشعر ویأکل من الشجرة ویبیت حیث امسیٰ۔(24)

حضرت ابو الحسن بصری رحمتہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

حضرت عیسیٰ بالوں کا بنا ہوا لباس پہنتے تھے درخت (کے پتے)ان کی خوراک تھی اور جہاں شام ہو جاتی وہی رات گزار دیتے،

وقال ابو موسی رحمہ اللہ تعالی

كان النبي صلى الله عليه وسلم يلبس الصوف ويركب الحمار ويأتي مدعاة الضعيف۔(25)

حضرت ابو موسی رحمتہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پشم کا لباس پہنتے تھے حمار شریف پر سواری فرماتے اور کمزور لوگوں کی دعوت پر تشریف لے جاتے تھے،

قال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین

وقال الحسن البصری

لقد ادركت سبعين بدريا ماكان لباسهم الا الصوف(26)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

میری ان ستر صحابہ سے ملاقات ہوئی جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی اور جن کا لباس اون کا تھا۔

اب جنہوں نے صفہ کو صوفی کی طرف منسوب کیا ہے انہوں نے ان کی ظاہری حالت کو بیان کیا ہے اس طرح کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کو ترک کیا وطن سے نکلے اور دوستوں سے جدا ہوئے اور

دنیا میں سیاحت کی جگر کو بو کھا رکھا بدن کو ننگا رکھا انہوں نے دنیاوی اشیاء میں سے صرف اس قدر لیا جس کا ترک کرنا جائز نہیں مثلا ستر عورت اور صرف اس قدر کھایا کہ بھوک کی شدت دور ہو جائیں اپنے وطن سے نکلنے کی وجہ سے یہ لوگ غریب الوطن کہلائے اور کثرت سفر کی وجہ سے سیاہ نام پڑا اور اہل شام انہیں جو عیّہ کہتے ہیں اس لیے کہ یہ لوگ صرف اسی قدر کھانا کھاتے ہیں جس سے ضرورت کے مطابق کمر سیدھی رکھ سکیں جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **بحسب ابن آدم**

اکلات یقمن صلبه (27) وقال الترمذی حسن صحیح

یعنی ابن آدم کے لئے وہ چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھ سکیں ،

وقال بندار بن الحسن

الصوفي من اختاره الحق لنفسه كصافاه وعن نفسه برأه ولم يرده الي تعمل وتكلف بدعوى،

حضرت بندار بن حسین فرماتے ہیں کہ

صوفی وہ ہے جسے حق تعالی نے اپنی ذات کے لیے منتخب کر کے اس سے دوستی کرلی ہو اور اسے اپنے نفس سے بیزار کردیا ہو پھر اسے اللہ تعالی ایسی حالت میں نہ چھوڑے کہ وہ لوٹ کر اپنے اعمال کو بتکلف کرے یا کسی دعوے کی تکلیف اٹھائے،

وقال ابو علی الروزباری

سئل عن الصوفی فقال من لبس الصوف علی الصفاء واطعم الھوی ذوق بجفاء وکانت الدنیا منه علی القفا وسلک منھاج المصطفی۔(28)

حضرت ابو علی روزباری سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا

صوفی وہ ہے جس نے پاک باطنی سے صوف پہنا اپنی خواہشات کو جفا کا مزہ چکھایا اور دنیا کو پس پشت ڈالا اور مصطفیٰ (جان رحمت) ﷺ کی راہ پر چلا۔

وسئل سھل بن عبداللہ التستری من الصوفی

فقال من صفا من الکدر واملأ من الفکر وانقطع الی اللہ من البشر واستوی عندہ الذھیب والمدر،

حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا صوفی کون آپ نے فرمایا

جو ہر قسم کے میل کچیل سے پاک ہو ہمہ تن غوروفکر میں مگن ہو اور اس کے سامنے سونا اور مٹی ایک جیسے ہوں۔

وسئل ابو الحسن النوری

ما التصوف فقال ترک کل حظٍ للنفس،

حضرت ابوالحسن النوری علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے

فرمایا تمام حظوظ نفس کو ترک کردینا۔

وقال ابو الحسن نوری رحمه الله تعالیٰ

ليس التصوف رسوما ولا علوما ولكنه اخلاق،

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ تصوف رسوم و علوم کا نام نہیں بلکہ وصف و اخلاق کا نام ہے۔

وسئل الجنيد ابغدادی عن التصوف فقال

التصوف تصفية القلب عن موافقة البرية ومفارقة الأخلاق الطبعية وإخماد الصفات البشرية ومجانبة الدواعي النفسانية ومنازلة الصفات الربانية والتعلق بعلوم الحقيقة واتباع الرسول في الشريعة،

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ

تصوف مخلوق کی موافقت کرنے سے دل کو پاک رکھنا طبعی اخلاق سے علیحدگی اختیار کرنا بشری صفات کو بجھا دینا نفسانی خواہشات سے اجتناب کرنا روحانی نفوس سے میل جول رکھنا علوم حقیقی سے تعلق رکھنا اور ہر لحظہ ایسے امور کا کرنا جو اولیٰ اور افضل ہو تم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی کرنا حقیقی طور پر اللہ سے وفا کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تابعداری کرنا ہے،

وقال یوسف بن الحسین

لکل امة صفوة وهم ودیعة اللہ الذین اخفاهم عن خلقه فإن یکن منهم فی هذه الامة فهم الصوفیة۔(29)

حضرت یوسف بن حسین فرماتے ہیں

ہر امت میں برگزیدہ لوگ ہوتے ہیں اور یہ لوگ اللہ کی امانت ہوتے ہیں جنہیں اللہ نے مخلوق سے پوشیدہ رکھا ہوتا ہے اگر اس امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ صوفی ہیں۔

معروف الکرخي وقد عرفه بما یلي

التصوف الأخذ بالحقائق والیأس مما في أیدي الخلائق۔ (30)

حضرت معروف کرخی اسی وجہ سے جانے جاتے ہیں کہ

تصوف ان حقائق اور مایوسی کو جاننے کا نام ہے جو لوگوں کے ہاں ہیں۔

وقال محمد بن عمر بن احمد مقری رحمه اللہ تعالیٰ

التصوف استقامة الاحوال مع الحق۔(31)

حضرت محمد بن عمر بن احمد مقری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں یعنی حق تعالیٰ کے ساتھ احوال کی استقامت کا نام تصوف ہے۔

یہاں داتا صاحب علیہ رحمہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ صوفی کے احوال کسی اور کے ہاتھوں سے نہ لیں گے اور نہ وہ کسی کا جزوی میں مبتلا ہو گا اس لئے کہ جس کا دل کرے جس سے احوال سے محفوظ ہو وہ درجہ استقامت سے نہیں گرتا وہ نا حق تعالی سے دور رہتا ہے

حوالہ جات

(21) ابی النصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی" اللمع فی تاریخالتصوف الاسلامی "باب:10،ص40 (الناشر دار الکتب الحدیث بمصر)

(22) امام ابو بکر محمد البخاری الکلاباذی" کتاب التعرف لمذہب اھل التصوف" ص:55 (الناشر مکتبۃ الخانجی بالقاھرۃ)

(23)ایضا:ص57--(24)ایضا:ص60---(25)ایضا:ص61---(26) ایضا:ص62

(27) سنن ترمذی حدیث: 2380، ابن ماجہ حدیث: 3349، نسائی فی سنن الکبریٰ حدیث: 6769، احمد حدیث :17186،

(28) کتاب التعرف ص : 76

(29)ایضا:ص77

(30)اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی باب: 7، ص28،(ابی النصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی متوفی سنۃ378،الناشر دار الکتب الحدیث بمصر)

(31) کشف المحجوب باب 3ص:135(ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور)

مبادیات تصوف

فصل اول

تصوف کی بنیادی خصوصیات

حضرت سید علی بن عثمان جلابی المعروف حضور داتا گنج بخش ہجویری رحمہ اللہ تعالی اپنی شہرۂ آفاق کتاب **کشف المحجوب** میں سید الطائفہ حضرت سیّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیادی خصوصیات آٹھ ہیں :

(1) ... سخاوت (2) ... رضا (3) ... صبر (4) ... اشارہ (5) ... غربت (6) ... گدڑی (لباس)

(7) ... سیاحت اور (8) ... فقر۔

یہ آٹھ خصلتیں آٹھ انبیائے کرام علی نبیناوعلیہم الصلاۃ والسلام کی سنت ہیں۔ چنانچہ

سخاوت:

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ کیونکہ آپ نے راہِ خدا میں اپنے جگر گوشہ کی قربانی دینے سے بھی گریز نہ کیا۔

رضا:

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی سنت ہے۔کیونکہ آپ نے ربّ کی رضا کے لیے اپنی جانِ عزیز کو بھی بارگاہِ خداوندی میں پیش کر دیا

صبر:

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کی سنت ہے۔کیونکہ آپ نے بے انتہا مصائب پر صبر کا دامن نہ چھوڑا اور اپنے ربّ کی آزمائش پر ثابت قدم رہے۔

اشارہ:

حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کی سنت ہے۔کیونکہ ربّ تعالیٰنے ان سے ارشاد فرمایا۔

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ ۔۔۔ (32)

تین دن تو لوگوں سے بات نہ کرے مگر اشارہ سے۔

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۔۔۔ (33)

جب اسنے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

غربت:

حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی سنت ہے کہ انہوں نے اپنے وطن میں بھی مسافروں کی طرح زندگی بسر کی اور خاندان میں رہتے ہوئے بھی اپنوں سے بیگانہ رہے۔

گدڑی (صوف کا لباس):

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے جنہوں نے سب سے پہلے پشمینی لباس زیبِ تن فرمایا۔

سیاحت:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے جنہوں نے تنہا زندگی گزاری اور ایک پیالہ و کنگھی کے سوا کچھ بھی پاس نہ رکھا۔بلکہ ایک مرتبہ کسی کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پانی پیتے دیکھا تو پیالہ بھی توڑ دیا اور جب کسی کو دیکھا کہ انگلیوں سے بالوں میں کنگھی کر رہا ہے تو کنگھی بھی توڑ دی۔

فقر:

محسنِ کائنات، فخرِ موجودات ﷺ کی سنت ہے جنہیں رُوئے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عنایت فرمائی گئیں

مگر آپ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے خدا! میری خواہش تو یہ ہے کہ ایک روز شکم سیر ہوں تو دو روز فاقہ کروں۔(34)

تَصَوُّف کے بُنۡیادی اَرکان

حضرت سیِّدُنا امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اَصْفَہانی علیہ رحمہ فرماتے ہیں :

حقیقی تصوُّف کی بنیاد چا ر ارکان پر ہے :

(۱) ... اللہ تعالیٰ اور اس کے اسما، صفات و افعال کی معرفت۔

(۲) ... نفس ، اس کی برائیوں اور ان برائیوں کی طرف لے جانے والے اسباب کی معرفت نیز دشمن (یعنی شیطان) کے وساوس، مکرو فریب اور گمراہیوں کی معرفت۔

(۳) ... دنیاکی معرفت، اور اس بات کی معرفت کہ دنیا ایک دھوکہ ہے ، دنیا فانی ہے، اس کی رنگینیاں عارضی ہیں نیز اس سے بچنے اوردور رہنے کے طریقوں کی معرفت۔

(۴) ... ان کی معرفت کے بعد اپنے نفس کو ہمیشہ مجاہد ہ اور سخت مشقت کا عادی بنائے، اپنے اوقات کی حفاظت کرے ، طاعت کو غنیمت سمجھے ، راحت وآرام اور لذات سے کنارہ کشی اختیار کرے ، کرامات کی حفاظت کرے لیکن معاملات سے ناطہ نہ توڑے اور نہ بے جا تَاْوِیلَات کی طرف مائل ہو بلکہ دنیاوی تعلقات سے بے رغبت ہوکر ہر چیز سے اعراض کرلے اور تمام غموں کوایک ہی غم گمان کرے، مال ومتاع میں اضافے سے دامن چھڑائے ، مہاجرین وانصار کی پیروی کرے، زمین وجائیداد سے کنارہ کشی اختیار کرے ، راہِ خدا میں خرچ وایثار کرنے کو ترجیح دے ، اپنے دین کی حفاظت کی غرض سے پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف نکل جائے، بلا ضرورت نگاہیں اٹھائے اِدھر اُدھر دیکھنے سے

اجتناب کرے کہ اس کی وجہ سے اس کی طرف اُنگلیاں اُٹھیں کیونکہ یہ چیز انوار وبرکات سے دو ری کا باعث ہے۔پس انہی صفات سے متصف لوگ متقی ، گوشہ نشین، اپنے دین کی حفاظت کے لیے بھاگنے والے اور اعلیٰ کردار کے مالک ہوتے ہیں ان کا عقیدہ درست اور باطن محفوظ ہوتا ہے۔(35)

حوالہ جات

(32)اٰل عمران 3 :41

(33) مریم19: 3

(34) کشف المحجوب ص:39(ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور)

(35)حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج:1 ص24 دارالکتاب العربی بیروت 1418ھ،

فصل دوم

تصوف کی بنیادی پانچ احادیث

پہلی حدیث:

یہ حدیث جبریل علیہ السلام احادیث کی پانچ کتابوں میں ہے اور پانچ ہی صحابہ سے منقول ہے' یعنی حضراتِ عمر بن خطاب' ابوہریرہ' عبداللہ بن عباس' عبداللہ بن عمر اور ابوعامر رضی اللہ عنہم اجمعین. یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے چار طرق سے مروی ہے. ان میں سے جو متفق علیہ روایت ہے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے' لیکن جو مقبول ترین روایت ہے' جس کا متن نیچے پیش کیا جائے گا ' یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صحیح مسلم (کتاب الایمان 'باب بیان الایمان والاسلام والاحسان)میں ہے.

مراتب میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین برابر نہیں تھے' سب کے اپنے اپنے مراتب تھے. کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم' کو فقہائے صحابہ کہا جاتا تھا' اس لیے کہ وہ فہمِ دین میں دوسروں سے زیادہ مرتبہ رکھتے تھے. ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ چوٹی کے مقام پر ہیں. اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی چوٹی کے فقہاءِ صحابہ میں شمار ہوتے ہیں.ان صحابہ سے مروی احادیث کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے

حدیث:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت کا سلسلہ وار مطالعہ کرتے ہیں. اسے پڑھتے ہوئے اگر ہم اپنے آپ کو اُس ماحول کا حصہ سمجھیں تو اس واقعے کو چشمِ تصور سے دیکھ سکتے ہیں. حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ** "اس اثنا میں کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے". **اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ' شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ** "کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا. اس کے کپڑے انتہائی سفید اور اس کے بال انتہائی سیاہ تھے (میل اور گرد و غبار کے کوئی آثار نہیں تھے)". ایک روایت میں **حَسَنُ الْوَجْهِ** "نہایت خوبصورت انسان" کے الفاظ بھی ہیں. لوگوں نے اُس وقت سوچا ہو گا کہ یہ کون ہیں؟ **لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ** "اس شخص پر سفر کے کوئی آثار نہیں تھے". اگر وہ باہر سے آیا ہوتا تو اُس کے کپڑے گرد آلود ہوتے' بالوں میں کچھ غبار ہوتا. تو معلوم ہوا کہ یہ باہر سے نہیں آیا ہے. **وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ** "اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہیں تھا". ایک روایت میں اضافہ ہے: **فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ** "تو لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے". گویا اشاروں سے ہی ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ کون ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ پوری مجلس میں ان کا کوئی شناسا نہیں. اگر وہ شخص کسی کے ہاں مہمان آیا ہوتا تو وہ میزبان اشارہ کر کے کہہ دیتے کہ یہ میرے مہمان ہیں' اور اگر براہِ راست آئے ہوتے تو ان کے بالوں اور کپڑوں پر سفر کے کچھ آثار ہوتے. ایک روایت میں ہے کہ "ان کی داڑھی کے بال نہایت سیاہ تھے". عام بالوں کی بجائے داڑھی کے بالوں کے تذکرے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عام طور پر

عرب اپنے سر کو ڈھانپے ہوئے رکھتے تھے.اس لیے اس شخصیت کے داڑھی کے بالوں کا تذکرہ ہے کہ وہ انتہائی سیاہ تھے.

حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ''یہاں تک کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آبیٹھا''. ایک روایت میں ہے : قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ آتِیْکَ؟ '' اُس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا میں حاضر ہو جاؤں؟'' قَالَ: نَعَمْ'' آپ ﷺ نے فرمایا:''ہاں آؤ ''. بلکہ اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا : اُدْنُوْہُ ''اسے قریب آنے دو''. تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے حکم سے مجمع چھٹ گیا ہو گااور راستہ بن گیا ہو گا' لہذا وہ تیر کی طرح سیدھا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا. فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ ''پس اس نے اپنے دونوں گھٹنے رسول اللہ ﷺ کے دونوں گھٹنوں سے ملا دیے''. آنجناب ﷺ بھی دوزانو تشریف فرما ہوں گے اور وہ بھی دو زانو ہو گئے 'لہذا دونوں کے گھٹنے ایک دوسرے کو چھونے لگے. وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ. اس جزو کے دو ترجمے ہو سکتے ہیں' یعنی ''اُس نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے زانوؤں پر رکھ دیں'' یا ''اُس نے اپنی دونوں ہتھیلیاں آنحضور ﷺ کے دونوں زانوؤں پر رکھ دیں''. اس لیے کہ فَخِذَیْہِ میں ضمیر ''ہٗ'' دونوں طرف ہو سکتی ہے. لیکن ایک دوسری روایت میں وضاحت ہے: عَلٰی رُکْبَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ''اس نے اپنی دونوں ہتھیلیاں رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں پر رکھ دیں''. وَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ ''اور اس نے کہا: اے محمد(ﷺ)''. ایک روایت میں ''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' کے الفاظ ہیں کہ اُس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول!'' اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ ''مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے!'' ایک روایت میں ہے: حَدِّثْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ یا حَدِّثْنِیْ بِالْاِسْلَامِ ''میرے لیے بیان فرمایئے کہ اسلام کیا ہے!''

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لاَّ اِلٰــهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ' وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ ' وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ ' وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ ' وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا "

تورسول اللہ ﷺ نے فرمایا :اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں' اور تو نماز قائم کرے' زکوٰۃ ادا کرے' رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اگر تجھے اس کے لیے سفر کی استطاعت ہو''. قَالَ : صَدَقْتَ ''اُس شخص نے کہا :آپ ﷺ نے درست فرمایا''. فَعَجِبْنَا لَـهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُه "توہمیں تعجب ہوا اُس شخص پر کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے کے ساتھ ساتھ تصدیق بھی کر رہاہے!" یہ انداز تو استاد کا ہوتا ہے کہ شاگرد سے سوال پوچھتا ہے' اور اگر وہ درست جواب بتائے تو اُس کی تصدیق کرتا ہے' اسے شاباش دیتا ہے. لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموش رہے اور سمجھ گئے کہ اس معاملے میں آپ ﷺ کی اجازت شامل ہے.

قَالَ : فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ

پھر اُس نے کہا کہ اب مجھے بتایئے کہ ایمان کیا ہے!

'' قَالَ : اَنْ تُـؤْمِنَ بِاللّٰهِ ' وَمَلَائِكَتِهٖ ' وَكُتُبِهٖ ' وَرُسُلِهٖ ' وَالْـيَوْمِ الْاٰخِرِ ' وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ "

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو یقین رکھے اللہ پر ' اُس کے فرشتوں پر ' اُس کی کتابوں پر ' اُس کے رسولوں پر ' قیامت کے دن پر اور اچھی بری تقدیر پر (کہ جو خیر یا شر کسی پر وارد ہوتا ہے وہ "اللہ کی طرف سے ہے)". قَالَ: صَدَقْتَ "وہ شخص بولا : آپ(صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)نے ٹھیک فرمایا

قَالَ: فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ "

پھر اس نے کہا کہ مجھے احسان کے بارے میں بتایئے

". قَالَ: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ ' فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ "

آپؐ نے فرمایا:(احسان یہ ہے) کہ تم اس کیفیت میں اللہ کی بندگی کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو . پس اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے (یہ کیفیت پیدا نہیں ہو رہی) تو (یہ کیفیت تو پیدا ہو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے".

ایک روایت میں اَنْ تَخْشَى اللّٰهَ تَعَالٰى "کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے" اور ایک روایت میں اَنْ تَعْمَلَ لِلّٰهِ". "کہ تو عمل کرے اللہ کے لیے (یا محنت کرے اللہ کے لیے) کے الفاظ آئے ہیں

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں بندہ اپنی عبادت کو پورے کمال کے ساتھ انجام دے گا اور اس کے ظاہری ارکان آداب کی بجا آوری اور باطنی خضوع و خشوع میں کسی چیز کی کمی نہیں کرے گا۔ الغرض عبادت کی اس اعلیٰ درجے کی حالت اور ایمان کی اس اعلیٰ کیفیت کو "احسان" کہتے ہیں۔(36)

قَالَ : فَأَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ ‘‘

(پھر) اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتایئے”.

قَالَ : مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ! ‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے (قیامت کے بارے میں) پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا”.

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فِیْ خَمْسٍ مِنَ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ هُوَ ‘‘یہ غیب کی ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں”اور پھر رسول اللہ ﷺ نے سورۂ لقمان کی آخری آیت تلاوت کی : اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔۔۔(37)

بے شک اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے پاس قیامت کا علم ہے(کہ وہ کب آئے گی) اور وہی بارش برساتا ہے’ اور ” وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا ہے.اور کسی انسان کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کمائی کرے گا . اور (اسی طرح) کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کی موت کس جگہ واقع ہو گی. بے شک اللہ ہی ہر ‘‘.چیز کا علم رکھنے والا (اور) ہرشے سے باخبر ہے

قَالَ : فَأَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِهَا؟ ‘‘

اُس شخص نے پوچھا: تو مجھے اس کی نشانیاں بتا دیجیے!

'' قَالَ : اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا ''

آپ ﷺ نے فرمایا:(جب تم دیکھو) کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے ''.

اکثر کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ اولاد سرکش ہو جائے گی. بیٹیاں جوعام طور پر اپنے والدین کا زیادہ ادب کرنے والی ہوتی ہیں' والدین کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھتی ہیں' ان کا حال یہ ہوجائے گا گویا اپنی ماؤں کی مالکہ ہیں ' مائیں ان سے ڈریں گی کہ ان کی کسی غلط بات پر انہیں ٹوک دیا تو معلوم نہیں وہ کیا ردّعمل ظاہر کریں گی. وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ ''اور یہ کہ تم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں' ننگے بدن ' محتاج ' بکریاں چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے

یہ صورت حال آج عالمِ عرب میں صد فیصد موجود ہے. چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں حضرت جبرائیلؑ کے پانچویں سوال کا بھی ذکر ہے: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ اَصْحَابُ الشَّاءِ الْحُفَاۃُ الْجِیَاعُ الْعَالَۃُ ''یارسول اللہ! بکریاں چرانے والے' برہنہ پا' بھوکے' تنگدست کون لوگ ہیں؟'' قَالَ: اَلْعَرَبُ ''آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عرب ہوں گے''.یہ صورتِ حال آج ہمارے سامنے ہے. دبئی کہاں سے کہاں پہنچا ہوا ہے! سوسال پہلے یہاں کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا' پہننے کے لیے کپڑے نہیں تھے' پاؤں میں جوتے نہیں ہوتے تھے. پورے عرب کا یہی معاملہ تھا. تقریباًستر اَسّی برس سے یہ صورتِ حال مکمل طور پر تبدیل ہو گئی ہے'جب سے تیل دریافت ہوا ہے. اب یہ خوشحالی کہاں تک پہنچ

گئی ہے' اس کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ عرب کے صحرا گل و گلزار کا نقشہ پیش کر رہے ہیں. آپ اگر ابوظبی کے ایئر پورٹ سے ابوظبی شہر جائیں تو درمیان میں آپ کو ایسا نقشہ نظر آئے گا گویایہ چمن زار ہے . سڑک کے دونوں طرف ہری بھری گھاس اور پھول ہیں اور سڑک کے دونوں طرف اونچے اونچے پشتے بنا دیے گئے ہیں تا کہ اس سے آگے صحرا کی طرف نگاہ نہ پہنچے . اس طرح بہت خوبصورت منظر دکھائی دیتا ہے. پھر یہ کہ دبئ میں سیون سٹار ہوٹل ہے. دبئ' جدہ' ریاض وغیرہ کی ساحلی سڑکیں اتنی عالی شان' آراستہ و پیراستہ ہیں کہ میرے خیال میں دبئ باقی عرب کے بعد اُبھرنا شروع ہواخوبصورتی میں اس قدر حسین مناظر امریکہ میں بھی نہیں دیکھے جاتے سعودی عرب اب سب سے آگے ہے. حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے فرماتے ہیں: **ثُمَّ انْطَلَقَ** "پھر وہ شخص چلا گیا". **فَلَبِثْتُ مَلِيًّا** "تو مَیں کچھ دیر متردّد سا رہا". میرے ذہن میں یہ الجھن رہی کہ یہ سائل کون تھا. **ثُمَّ قَالَ لِيْ: يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ؟** "پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: اے عمر! تمہیں معلوم ہوا یہ سائل کون تھا؟" **قُلْتُ : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ** "میں نے کہا: اللہ اور اُس کا رسول (ﷺ) بہتر جانتے ہیں". صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عام معمول یہی تھا کہ آپ ﷺ کے سوال دریافت فرمانے پر وہ کہتے تھے : "اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں".

قَالَ : فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ' اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ "یہ جبرائیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے،(38)

یہ اختتامی حصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بہت ہی مختصر اور نامکمل ہے. ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہی وہ شخص واپس گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں سے کسی ضرورت کے تحت روانہ

ہوگئے. چنانچہ بعد میں جو واقعہ پیش آیا وہ انہیں معلوم نہیں تھا. دوسری روایت کے مطابق ذرا سا توقف کے بعد وہ شخص چلا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: رُدُّوْهُ "اسے واپس میرے پاس لاؤ". ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اِلْتَمِسُوْهُ "اسے تلاش کرو." "فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا "تو انہیں کوئی شے نہیں ملی". اُس آدمی کا کہیں سراغ نہ ملا.

اس کے بارے میں کچھ معلومات نہیں ملیں. اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" یہ جبرائیلؑ تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے،

مذکورہ بالا حدیث جبریل میں دین کی تین بنیادی ضروریات کا بیان ملتا ہے جن میں پہلی ضرورت ایمان ہے۔ایمان کی تعریف میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو امور بیان فرمائے ہیں ان کا تعلق بنیادی طور پر عقائد و نظریات سے ہے اور عقائد سے تعلق رکھنے والے علم کو اصطلاحی طور پر علم العقائد کہتے ہیں،

اسلام کی تعریف میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پانچ ارکان بتلائے ہیں ان سب کا تعلق ظاہری اعمال اور عبادات سے ہے۔اس علم کو شریعت کی اصطلاح میں علم الاحکام یا علم الفقہ کہتے ہیں۔

حدیث مبارکہ کی رو سے دین کی تیسری ضرورت احسان ہے اور انسان کو یہ درجہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس میں ایمان اور اسلام دونوں جمع ہو جائیں۔گویا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان سے اقرار اور دل سے جو تصدیق کی، اس کا عملی اظہار اور پھر اپنے اعمال اور

ظاہری عبادات کو حسن نیت اور حسن اخلاص کے اس کمال سے آراستہ کیا کہ اس کے اعمال اور عبادات اس کی تصدیق بالقلب کا آئینہ دار بن گئے۔اس مرحلہ پر انسان درجہ احسان پر فائز ہو جاتاہے اور اسے باطنی و روحانی کیفیات نصیب ہو جاتی ہیں۔پس یہ کہا جاسکتا ہے کہ احسان کا موضوع باطنی اور روحانی کیفیات کے حصول سے متعلق ہے۔

دوسری حدیث:

انصاری صحابی حضرت حارثہ بن نعمان سے دریافت فرمایا: كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ ؟ قَالَ : أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا ، فَقَالَ : انْظُرْ مَا تَقُولُ ، فَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةً ، فَمَا حَقِيقَةُ إِيمَانِكَ ؟ فَقَالَ : قَدْ عَزَفَتْ نَفْسِي عَنِ الدُّنْيَا ، وَأَسْهَرْتُ لِذَلِكَ لِيَلِي ، وَاظمَأَنَّ نَهَارِي ، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّي بَارِزًا ، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُونَ فِيهَا ، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ النَّارِ يَتَضَاغَوْنَ فِيهَا . فَقَالَ : يَا حَارِثُ عَرَفْتَ فَالْزَمْ . ثَلاثًا

اے حارثہ! صبح کیسے کی؟

تو حضرت سیِّدُنا حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یا رسولَ الله صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ! اَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا

یعنی میں نے اللہ تعالی پر سچے ایمان کی حالت میں صبح کی۔تو سرکار صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے حارثہ! اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ؟ دیکھ کیا کہہ رہا ہے؟ بے شک ہر ایک شے کی کوئی نہ کوئی

حقیقت ہوتی ہے، تیرے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ تو حضرت سیّدُنا حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: میرے نفس نے دنیا سے منہ پھیر لیا ہے

(اب میری نظر میں دنیا و مافیہا کی کوئی حیثیت نہیں) میں (محبتِ الٰہی کے جام پینے کے لیے) رات بھر جاگتا رہتا ہوں اور دن بھر پیاسا رہتا ہوں (کہ کب رات ہو گی؟) ۔میری یہ کیفیت ہے گویا کہ میں عرشِ الٰہی کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں ، جنتیوں کو جنت میں ایک دوسرے سے ملتے ہوئے او راہل جہنم کو چلاّتے ہوئے دیکھتا ہوں۔تو اس پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَبْصَرْتَ فَالْزَمْ۔ اے حارثہ! تونے (حق کو کھلی آنکھوں سے) دیکھ لیا ہے، اب اس کو مضبوطی سے تھام لے۔(39) اورایک روایت میں ہے: عَرَفْتَ فَالْزَمْ۔یعنی اے حارثہ! تجھے عرفانِ الٰہی کی دولت نصیب ہو گئی ہے اب اس کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو بار یہ ارشاد فرمایا اور مزید فرمایا کہ حارثہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے دلوں میں اللہ عَزَّ وَجَلّ نے نورِ ایمان کی شمع فروزاں کر رکھی ہے۔چنانچہ ایک دن صبح کے وقت اچانک جہاد کا اعلان ہوا تو یہی حضرت سیّدُنا حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہو کر نہ صرف میدانِ جہاد میں پہنچے بلکہ سب سے پہلے اپنی جان بھی جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ان کی شہادت کی خبر سن کر ان کی والدہ ماجدہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے میرے لختِ جگر کے متعلق بتایئے وہ کہاں ہے؟ اگر جنت میں ہے تو نہ میں اس پر روؤں اور نہ غم زدہ ہوں اور اگر جہنم میں ہے تو جب تک میں زندہ ہوں اس پر روتی رہوں۔تو محسنِ کائنات، فخر

موجودات صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے حارثہ کی ماں ! جنت ایک نہیں بلکہ بہت سی ہیں اور حارثہ تو جنت کے سب سے اعلیٰ مقام یعنی فردوسِ اعلیٰ میں ہے۔

تیسری حدیث :

عن ابن عباس قال: كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما، فقال: يا غلام إني اعلمك كلمات: احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده تجاهك إذا سالت فاسال الله وإذا استعنت فاستعن بالله، واعلم ان الامة لو اجتمعت على ان ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله لك، ولو اجتمعوا على ان يضروك بشيء لم يضروك إلا بشيء قد كتبه الله عليك، رفعت الاقلام وجفت الصحف " , قال: هذا حديث حسن صحيح(40)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا اے لڑکے ! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لئے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے

چوتھی حدیث:

وعن وابصة بن معبد رضی الله عنه، قال: أتيت رسول الله ﷺ فقال: (جئت تسأل عن البر والإثم؟) قلت: نعم؛ قال: (استفت قلبك؛ البر ما اطمأنت إليه النفس واطمأن اليه القلب، والإثم ما حاك في النفس وتردد في الصدر، وإن أفتاك الناس وأفتوك)۔(41)

حضرت سیدناوابصہ بن معبد سے مروی ہے، کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: تم نیکی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: اپنے دل سے پوچھو، نیکی وہ ہے جسے اختیار کر کے نفس مطمئن ہو، اور دل مطمئن ہو، اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکتا رہے اور سینہ تردد کا شکار رہے، اگرچہ لوگ اس کے حق میں فتوے دیتے رہیں۔ یہ حدیث حسن ہے، مسند احمد اور دارمی میں حسن سند کے ساتھ مروی ہے۔

پانچویں حدیث:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ سے تعلق رکھتی ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

الحلال بین والحرام بین لا ضَرر ولا ضِرار فی الاسلام ۔(42)

یعنی حلال اور حرام دونوں ہی کا خود بخود پتہ چل جاتا ہے اسلام میں نقصان والی کوئی بات نہیں نہ ہی کسی کو نقصان پہنچانا چاہیے۔

حوالہ جات

(36) نووی، شرح صحیح مسلم، 1 : 27، (کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الایمان والسلام والاحسان)

(37) لقمان 31: 34

(38): أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الإيمان، باب: سُؤَالِ جِبْرِيْلَ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الإِيْمَانِ وَالإِسْلَامِ وَالإِحْسَانِ وَعِلْمِ السَّاعَةِ/27، الرقم: 50، وفي كتاب: التفسير / لقمان، باب: إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ/34، 4 / 1793، الرقم: 4499، ومسلم في الصحيح، كتاب: الإيمان، باب: بيان الإيمان والإسلام والإحسان،1 / 36، الرقم: 8 9، والترمذي في السنن، كتاب: الإيمان عن رسول الله ﷺ، باب: ماجاء في وصف جبريل للنبي ﷺ الإيمان والإسلام، 5 / 6، الرقم: 2601، وأبوداود في السنن، كتاب: السنة، باب: في القدر، 4 / 222، الرقم: 4695، والنسائي في السنن، كتاب: الإيمان وشرائعه، باب: نعت الإسلام، 8 / 97، الرقم: 4990، وابن ماجة في السنن، المقدمة، باب: في الإيمان، 1 / 24، الرقم: 63، وأحمد بن حنبل في المسند، 1 / 51، الرقم: 367، وابن خزيمة في الصحيح، 4 / 127، الرقم: 2504، وابن حبان في الصحيح، 1 / 389، الرقم: 168۔

(39) اخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ج6رقم : 30423، والطبراني في المعجم الكبير ،رقم 3:266، والبيهقي في شعب الإيمان، ج :7 ،رقم : 10590، 10591،

(40) سنن ترمذی: 2516/ مسند احمد 1 / 293،303) (صحیح)

(41) اخرجه الإمام أحمد في المسند (228/4) والدارمي (2/245-246) وأبو يعلى (1586، 1857

(42): صحيح البخاری/الإيمان 39 (52)، البيوع 2 (2051)، صحيح مسلم/المساقاة 20 (1599)، سنن ابی » داود/البيوع 3 (3329، 3330)، سنن الترمذی/البيوع 1 (1205)، سنن النسائی/البيوع 2 (4458)، ، سنن الدارمی/البيوع 1 (2573) (صحيح)»

باب سوم

تعارف حضرت امام ابوالحسن علی شاذلی علیہ الرحمہ، و تصوف کے باقاعدہ ادارے

فصل اول

تعارف:

حضرت شیخ ابوالحسن علی بن عبد اللہ شاذلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

اسم گرامی:

علی بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی

کنیت:

ابو الحسن

القاب:

امام الاولیاء شیخ اکبر قطب اول قطب زمان بانی سلسلہ عالیہ شاذلیہ

نسبت:

آپ علیہ رحمہ شاذلی نسبت سے مشہور ہیں اس نسبت سے کیسے مشہور ہوئے؟

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تیونس کے راستے میں واقع دیار شرقیہ کی طرف تشریف لے آئے اور شاذلہ کے مقام پر سکونت پذیر ہوئے بعد میں الہام الہی عزوجل سے اسی نسبت سے مشہور ہوئے، وہ یوں کہ امام

ابن عطاء اللہ السکندری رحمۃ اللہ تعالی نے لطائف منن میں وضاحت فرمائی کے آپ کے نام کے ساتھ شاذلی کی نسبت اس لئے ہے کہ ایک مرتبہ بطریق الہام آپ کو شاذلی کہا گیا آپ نے خدائے تعالی کی بارگاہ میں عرض کی کے مالک میں اس علاقے میں نہ تو پیدا ہوا اور نہ ہی یہاں مستقل ہوں تو آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ شاذلی اس قریہ کی نسبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کریم نے خواب میں مجھے ارشاد فرمایا "اَنتَ الشّاذلیؒ" ہیں یعنی آپ خاص میرے لئے ہیں۔

تاریخ ولادت:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت 591 ھ بمطابق 1195ء یا590ھ مطابق 1194ء کوافریقہ کے قصبہ غمارہ میں اخماس نامی قبیلہ میں ایک کسان کے گھر ہوئی جو کہ سبتہ کے قریب شمال مراکش میں واقع ہے پھر وہاں سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قصبہ شاذلہ تیونس کی طرف رہائش اختیار کی اورایک روایت کے مطابق اسی قصبہ شاذلہ کی نسبت سے شاذلی کہلاتے ہیں۔

سلسلہ نسب:

سید اجل عارف ربانی وارث محمدی صاحب اشارات علیہ و عبارات سنیہ محقق حقائق قدسیہ ومنور بانوار محمدیہ متصف بعزائم عرشیہ اپنے زمانے کے عارفین کے علمبردار کہف قلوب سالکین قبلہ ہمم مریدین زمزم اسرار واصلین طریقت کے چھپے نشانوں کو ظاہر کرنے والے گم کردہ علوم حقائق کے انوار کو شروع کرنے والے علوم الہی کے پوشیدہ نشانیوں کو ظاہر کرنے والے علم و بصیرت کی بنیاد پر دربار الہی میں پہنچانے والے علم و حال معرفت و قال میں یکتائے زمانہ شریف و حسیب دو پاکیزہ نسبتوں والے قطب

کبیر غوث شہیر مربی کامل مرشد اکمل طریقہ قادریہ شاذلیہ کے شیخ و امام محمدی علوی حسنی وفاطمی سیدی ابوالحسن علی شاذلی رحمتہ اللہ تعالی علیہ کا سلسلہ نسب سیدنا عبداللہ بن حسن مثنیٰ کے واسطے سے جنتی جوانوں کے سردار سبط رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہ کے واسطے سے شہنشاہ ولایت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدۃ النساء العالمین خاتون جنت و جگر گوشہ رسول فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے جا ملتا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ تعالی عنہ کا سلسلہ نسب یوں ہے شیخ ابو الحسن سید علی بن سید عبداللہ بن سید عبد الجبار بن سید یوسف بن سید یوشع بن سید بطال بن سید احمد بن سید محمد بن سید عیسی بن سیدنا محمد(حسن مثنی) بن سیدنا امام حسن مجتبیٰ بن سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم اس لحاظ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حسنی سید ہیں۔(43)

تحصیل علم:

حفظ قرآن مجید اور ابتدائی بنیادی تعلیم آپ رحمتہ اللہ تعالی نے اپنے قصبہ غمارہ میں حاصل کی پھر قصبئہ شاذلہ میں تحصیل علم کیا شاذلہ سے فاس کی طرف مزید حصول علم کے لئے سفر فرمایا یہاں پر تمام علوم شرعیہ نقلیہ وعقلیہ اور خصوصا فقہ مالکی کی تحصیل فرمائی اور آپ رحمتہ اللہ تعالی علیہ عراق تشریف لائے اس وقت عراق علوم اسلامیہ کا مرکز تھا یہاں مختلف شیوخ سے تحصیل علوم کیا اور آپ رحمتہ اللہ تعالی علیہ تمام علوم ظاہرہ میں کمال رکھتے تھے۔(44)

کمال علم:

شیخ ابن عطاء اللہ السکندری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو تمام علوم و فنون پر ایسا کمال حاصل تھا کہ آپ اس فن کے ماہر سے مناظرہ جیت سکتے تھے۔

اساتذہ کرام:

فقہ اور عربی ادب کے اساتذہ میں شیخ نجم الدین بن اصفہانی کا نام آتا ہے اور علم الاخلاق اور تزکیہ کی تحصیل صوفی کبیر عبد اللہ بن ابوالحسن بن حرازم تلمیذ رشید شیخ ابوالمدین غوث المغربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حاصل کی اور ان کے علاوہ بھی متعدد شیوخ سے تحصیل علم فرمایا۔

تصنیفات:

حزب الشاذلی، حزب الکبیر، حزب البحر ،حزب النصر

حزب الشکوری، حزب اللطف، حزب البر ،حزب الفلاح ، الجواہر المصونہ واللآلی المکنونہ۔

معاصر:

ابن حاجب، العزبن عبدالسلام، ابن دقیق العید، ابن الصلاح، عبدالعظیم المنزری۔

بیعت و خلافت:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قطب القطاب سیدنا عبد السلام بن مشیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور مجاہدات و سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

سلسلہ طریقت:

امام ابوالحسن شاذلی کی ولادت اگرچہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کی وفات کے قریبا تیس سال بعد ہوئی پھر بھی شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ رحمہ کا سلسلہ طریقہ دو واسطوں سے آپ سے جا ملتا ہے وہ اس طرح کہ آپ علیہ رحمہ شیخ عبد السلام بن مشیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے جو خلیفہ تھے ابوالمدین غوث المغربی رضی اللہ تعالی عنہ کے اور وہ قطب ربانی محبوب سبحانی پیران پیر روشن ضمیر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالی عنہ کے خلیفہ ہیں۔(45)

سیرت وخصائص:

قطب الزمان قدوۃ الانام بانی سلسلہ عالیہ شاذلیہ صاحب حزب البحر ولی بر و بحر شیخ العارفین سند الواصلین امام المتوکلین سید المحققین صاحب علم العرفان بدر المغرب قمر المصر صاحب فیوضات کثیرہ صاحب معارف اسرار ربانی حضرت شیخ ابوالحسن علی شاذلی رحمۃ اللہ تعالی عنہ کا شمار اس امت کے اکابر اولیاء کرام میں ہوتا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ عالیہ کا فیض مشرق و مغرب میں عام ہے بڑے بڑے اولیاء صلحاءوعلماء آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ میں داخل ہو کر اور بلند مراتب پاکر واصل باحق ہوئے ،

آپ رحمتہ اللہ تعالی نے اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے اللہ جل شانہ نے آپ کوایسی عظمت ورفعت عطاء فرمائی تھی کہ ایسی عظمت و شان بہت کم لوگوں کے حصے میں آئی ہے،

روایات کے مطابق آپ مطالعے کے اس حد تک شوقین تھے کہ جوانی میں ہی آنکھوں کے عارضے کا شکار ہوگئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ بصارت سے محروم ہوگئے اس کے بعد آپ کامل طور پر صوفیہ کے اصولوں کے گرویدہ ہوگئے آپ نے ایسے خدار رسیدہ انسان کی زندگی بسر کی جو سیر و سیاحت کے دوران ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہوئے خالک و مالک کے ساتھ دائمی وصال اور ابدی مسرت حاصل کرنے میں کوشاں ہوئے آپ نے اپنے مریدین و مستفیدین کو زندگی کی تمام گھڑیاں عبادت الہی اور طاعت خداوندی میں صرف کر دینے کی تلقین کرتے تھے اور ریاضت و مجاہدہ کو جاری رکھنے پر زور دیتے تھے

"کلّ ذي نعمه محسود"

کے تحت آپ کے فضل و کمال اور مقام و بلندی کو دیکھ کر بہت سے حاسدین پیدا ہوگئے اور انہوں نے زندگی کے ہر موڑ پر آپ کا تعاقب کیا ایذارسانی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا اور انتہا یہ کہ آپ پر گھناؤنے کی قسم کے الزامات لگانے سے بھی دریغ نہ کیا لیکن آپ نے ہر موقع پر بس اتنا فرمایا کہ حسبنااللہ ونعم الوکیل آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے اور وقت کے کامل صوفیا و مشائخ نے آپ کی

توصیف و ثنا کی ہے آپ کی عظمت و کرامت کا قصیدہ پڑھا ہے اس کی تفصیلات المفاخر العلیہ کے صفحات پر دیکھی جاسکتی ہے اس میں ایک مقام پر شیخ کا ایک فرمان نقل ہے کہ اگر میری زبان پر شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں تمہیں کل اور پرسوں بلکہ قیامت تک ہونے والے امور کی خبر دے دیتا،

نیز آپ نے اپنے علمی و روحانی جانشین سیدنا شیخ عباس المرسی کو منتخب کیا تھا جن کے عامل کامل عاشق صادق اور فناف الرسول ہونے کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے تھے کہ

واللہ لو حجب عني رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفة عین ما عددت نفسي من المسلمین

یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (رخِ روشن) ایک لمحے کیلئے میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو میں اس لمحے خود کو مومن تصور نہ کروں گا۔(46)

جبکہ یہ دراصل امام شاذلی کا ارشاد ہے جو آپ عالم شوق وارفتگی میں فرمایا کرتے تھے اور ایسا ہونا عین ممکن ہے کیونکہ جب مرید صادق عرفان وفنائیت کے اس درجے پر فائز تھا تو آپ علیہ الرحمہ کا عالم کیا رہا ہوگا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میں نے بغداد کا سفر کیا تاکہ وہاں مشائخ کی صحبت حاصل کرو میں نے بہت مشائخ کی زیارت کی اور ان سے ملاقات ہوئی اور حضرت شیخ ابوالفتح واسطی جیسا مرد کامل میں نے سرزمین عراق میں نہیں دیکھا ایک دن میں نے شیخ ابوالفتح واسطی کی مجلس میں حاضر تھا اور قطب زمان کی بحث ہو رہی تھی اور عراق میں کثیر اولیاء تھے اور میرا خیال یہ تھا کہ عراق میں ہی قطب الوقت موجود ہوگا اور شیخ ابو الفتح واسطی کے اشارے سے ہم ان کی زیارت سے مشرف ہوجائیں گے

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حضرت شیخ ابوالفتح میرے ارادے سے مطلع ہوگئے اور انہوں نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا اے ابو الحسن عراق میں قطب کی تلاش کر رہے ہو حالانکہ وہ تو تمہارے علاقے میں تشریف فرما ہیں ان کا اسم گرامی ہے شیخ عبد السلام بن مشیش ہے ۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میں عراق سے اپنے علاقے کی طرف روانہ ہوا حضرت شیخ قطب عبدالسلام بن مشیش رضی اللہ عنہ مغارہ میں پہاڑ کے اوپر تشریف فرما تھے میں نے غسل کیا اور اپنے علم و عمل کو دل سے نکال دیا کیونکہ بھرے ہوئے برتن میں کچھ نہیں سماتا میں بشکل فقیر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جیسے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا مرحبا اے ابو الحسن علی بن عبداللہ بن جابر حضرت شیخ نے میرے بتائے بغیر میرا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بیان فرما دیا پھر ارشاد فرمایا اے علی بن عبداللہ تم علم عمل اور شاہانہ لباس سے آزاد ہوکر فقیرانا لباس میں آئے ہو ہم تمہیں دنیا اور آخرت میں غنی کردیں گے پھر میں حضرت کی صحبت میں کچھ دن رہا آپ کے فیض صحبت سے میرا قلب و دماغ روشن ہوگیا۔

رسول اللہ کریم ﷺ کی زیارت:

آپ رحمۃ اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایایا علي طهر ثيابك من الدنس تحظ بمدد الله في كل نفس

یعنی اے علی اپنے کپڑوں کو میل سے پاک رکھو تاکہ تم خدا کی مدد سے ہر دم کامیاب رہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سے کپڑے صاف رکھوں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ جل شانہٗ نے تم کو پانچ خلعتیں پہنائی ہیں

اول:خلعت محبت

دوم:خلعت معرفت

سوم: خلعت توحید

چہارم: خلعت ایمان

پنجم: خلعت اسلام

پھر ارشاد فرمایا جو شخص اللہ جل شانہٗ پر ایمان لاتا ہے اور اسی کو دوست رکھتا ہے اس پر ہر چیز آسان ہو جاتی ہے جو شخص اللہ تعالی کی معرفت رکھتا ہے اس کی نظر میں دنیا و مافیہا حقیر ہو جاتی ہے جو اللہ تعالی کو ایک مانتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تو ہر چیز سے بے خوف ہو جاتا ہے جو اسلام پر ہو وہ گناہ کرتے ہوئے شرماتا ہے اگر گناہ کر لے تو وہ توبہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔(47)

مقام و مرتبہ:

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت شیخ عبد السلام بن مشیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں حاضر تھا آپ کی گود میں ایک چھوٹا بچہ بیٹھا ہوا تھا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت سے اسم اعظم کی کا سوال کرو وہ بچہ کھڑا ہوا میرے رومال کو پکڑ لیا اور کہا اے ابو الحسن کیا تم

شیخ سے اسم اعظم کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو تم جس اسم اعظم کا سوال کرنا چاہتے ہوں وہ تو تم خود ہو اللہ جل شانہٗ تمہارے شیخ کی برکت سے تمہارے دل میں القاء کر دے گا یا یہ کہ تمہاری شان یہ ہے کہ تم جو سوال کروگے رد نہیں کیا جائے گا۔

حضرت شیخ عبد السلام بن مشیش مسکرائے اور فرمایا اس بچے نے ہماری طرف سے جواب دیا ہے۔

کرامات:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات بہت ہیں بلکہ جو لوگ آپ کے احزاب پڑھتے ہیں وہ بھی باکرامت ہوجاتے ہیں درج ذیل میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے دو کرامات پیش خدمت ہیں۔

تمام نمازیوں کے دل کے احوال کا علم :

امام ابن عطاء اللہ السکندری رحمۃ اللہ تعالی عنہ لطائف المنن میں لکھتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے شیخ ابوالعباس مرسی کی اقتداء میں نماز ادا کی دوران نماز شیخ نے جو آیات تلاوت فرمائی ہیں ان کی ایک تفسیر میرے ذہن میں آئی نواب سے فارغ ہوئے تو شیخ نے مجھے بتایا کہ فلاں آیت کی فلاں تفسیر تمہارے ذہن میں آئی تھی میں نے حیران ہو کر کہا آپ میرے دل کی بات جانتے ہیں شیخ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں کئی لوگوں کے ساتھ اپنے شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالی عنہ کے اقتدا میں نماز ادا کر رہا تھا میرے دل میں آیت کی ایک تفسیر آئی نماز کے بعد شیخ نے مجھے اس بارے میں خبر دی تو میں نے حیران ہو کر وہی بات کہی جو آپ نے مجھ سے کہی تھی تو شیخ رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا اے ابو العباس تم مجھ سے نماز تمام نمازیوں کے دل کے احوال معلوم کر سکتے ہو۔(اللہ اکبر جل شانہ)

تانبے کا ڈھیر سونا بن گیا:

سابق مفتی جامعۃ الازہر الدکتور عبدالحلیم مدرسہ شاذلیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلطان مصر کے خزانچی پر خزانے سے مال چوری کرنے کا الزام لگا اس کے قتل کے احکام صادر ہو گئے وہ بھاگ کر آپ رحمۃ اللہ تعالی کی پناہ میں آ گیا اور توبہ کرکے نیکی کی زندگی گزارنے لگا بادشاہ کے سپاہی اسے ڈھونڈتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مجلس تک آ گئے اور اسے طلب کرنے لگے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا اسے چھوڑ دو وہ تائب ہو چکا ہے مگر وہ لوگ نہ مانے بلآخر آپ کے سمجھانے پر وہ کہنے لگے اچھا وہ ہمارا سونا ہمیں دے دیں تو ہم اسے چھوڑ دیں گے اس شخص نے عرض کی کہ حضور میرے پاس سونا نہیں ہے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سونے کا وزن معلوم کرکے اپنے مریدین سے اس قدر تانبا منگوایا تو تانبہ لاکراسے آپ کی خدمت میں ایک بڑے ڈھیر کے صورت میں رکھ دیا گیا پھر آپ رحمۃ اللہ تعالی نے اس شخص سے فرمایا جاؤ اس تانبے پر پیشاب کر دو اس نے ایسا ہی کیا تو سارا تانبا سونے میں تبدیل ہوگیا آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سپاہیوں سے فرمایا آؤ اپنا سونا لے جاؤ چنانچہ سپاہی سونا لے کر رخصت ہوگئے۔(48)

عبادت و ریاضت:

آپ رحمۃ اللہ تعالی ہر سال حج کرتے تھے ماہ شوال کے 656ھ میں مصر سے حج کے لئے تیار ہوئے جب صحرائے عیزاب کے مقام پر پہنچے تو اپنے اصحاب کو جمع کیا انہیں تقوی دینداری اور حزب البحر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا

بان يحفظوه لاولادهم فانه فيه اسم الاعظم

یعنی اپنی اولادوں کو حزب البحر حفظ کروانا کیوں کہ اس میں اس الاعظم ہے۔

اب ہم آپ کو حزب البحر بھی نیچے درج کر دیتے ہیں (راقم)

حزب البَحرِ لِلإمام الشَاذِلِيّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ يَا حَلِيمُ يَا عَلِيمُ ، أَنْتَ رَبِّي وَعِلْمُكَ حَسْبِي فَنِعمَ الرَبُّ رَبِّي ونِعمَ الْحَسبُ حَسْبِي، تَنصُرُ مَن تَشاءُ وَأَنْتَ العَزيزُ الرَّحيم ، نَسْأَلُكَ العِصمَةَ فِي الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالكَلِمَاتِ وَالإِرَادَات وَالْخَطَرَات مِنَ الشُّكُوكِ وَالظُّنُونِ وَالأَوْهَامِ السَّاتِرَةِ لِلْقُلُوبِ عَنْ مُطَالَعَةِ الغُيُوب، هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالاً شَدِيداً وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُوراً، فَثَبِّتْنا وَانْصُرْنَا وَسَخِّرْ لَنا هَذَا البَحْرَ كَمَا سَخَّرتَ البَّحرَ لِموسى، وسَخَّرتَ النَّارَ لإبراهيم ، وسَخَّرتَ الجِبالَ وَالْحَديدَ لداود، وَسَخَّرتَ الرِّيْحَ وَالجِنَّ وَالشَّياطِينَ لِسُلَيْمَانَ، وَسَخِّر لَنا كُلَّ بَحرٍ هُوَ لَكَ فِي الأَرْضِ وَالسَّماءِ وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ وَبَحْرَ الدُّنيَا وبَحْرَ الآخِرة، وَسَخِّر لَنا كُلّ شَيْءٍ يَا مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلّ شَيْءٍ، (كَهَيعص ثلاثاً)، أُنْصُرْنا فَإِنَّكَ خَيْرُ النّاصِرين، وَافْتَحْ لَنا فَإِنَّكَ خَيْرُ الفَاتِحين، وَاغْفِرْ لَنا فَإِنَّكَ خَيْرُ الغَافِرين، وَارْحَمْنا فَإِنَّكَ خَيْرُ الرَّاحِمِين، وَارْزُقْنا فَإِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِين، وَاهْدِنا

وَنَجِّنا مِنَ القَومِ الظَّالِمِين، وَهَبْ لَنا رِيحاً طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِي عِلْمِكَ، وَانْشُرْها عَلَيْنا مِنْ خَزائِنِ رَحْمَتِك، وَاحْمِلْنَا بِها حَمْلَ الكَرامَةِ مَعَ السَّلامَةِ وَالعافِيَةِ فِي الدِّيْن وَالدُّنيَا وَالآخِرَة، إنَّكَ على كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ يَسِّر لَنَا أُمُورَنا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوبِنا وَأَبْدانِنا، وَالسَّلامَةِ وَالعافِيَةِ في دِينِنا ودُنيانا، وكُن لَنا صاحِباً في سَفَرِنا وخَليفةً في أهلِنا، وَاطمِسْ على وُجوهِ أعدائِنا وَامْسَخْهُمْ على مكانَتِهِم فَلا يَستَطِيعُونَ الْمُضِيَّ وَلاَ الْمَجِيءَ إلَيْنا، وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا على أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّى يُبْصِرُونَ، وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ على مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيّاً وَلَا يَرْجِعُونَ، يس وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ، إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ، على صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ، تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ، لِتُنْذِرَ قَوْماً مَا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ، لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ على أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ، إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالاً فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ، وَجَعَلْنَا من بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدّاً وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدّاً فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ، شاهَتِ الوُجُوهُ (ثلاثاً)، وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْماً، طس، حم عسق، مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ، (حم حم حم حم حم حم حم)، حُمَّ الأَمرُ وجاءَ النَّصرُ فَعَلَيْنا لا يُنصَرون، حم، تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ، غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ، بِسْمِ اللهِ بابُنا، تَبارَكَ حيطانُنا، يس سَقفُنا، كهيعص كِفايَتُنا، حم عسق حِمايَتُنا، فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (ثلاثاً)، سِتْرُ العَرشِ مَسْبُولٌ عَلَيْنا، وَعَيْنُ اللهِ نَاظِرَةٌ إلَيْنا، وَبِحَوْلِ اللهِ لا يُقْدَرُ عَلَيْنا، وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ، بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ، فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ، فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظاً وَهُوَ

أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (ثلاثاً)، إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ (ثلاثاً)، حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (ثلاثاً)، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الأَرْضِ وَلاَ فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ العَلِيمُ (ثلاثاً)، أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (ثلاثاً)، ولاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ العَظِيم (ثلاثاً)، وَصَلَّى اللّٰهُ على سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعلى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّم.

پھر شیخ ابو العباس مرسی رحمتہ اللہ تعالی علیہ کو بلوایا اور انہیں برکتوں سے مالا مال کیا پھر اپنے اصحاب سے فرمایا میرے بعد تم پر میرے خلیفہ شیخ ابوالعباس مرسی کی اتباع لازم ہے ان کا بہت بڑا مقام ہو گا اور یہ اللہ جل شانہٗ کی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں پھر اپنے قریبی کنویں کا پانی طلب کیا عرض کیا گیا اس کا پانی کھارا ہے آپ نے فرمایا لے کر آؤں جب پانی لایا گیا آپ نے کلی کی اپنا دھوون برتن میں ڈال کر فرمایا اس کو کنویں میں ڈال دوں آپ کی برکت سے وہ سارا کواں میٹھا ہوگیا اور اس کا پانی کثیر ہو گیا حضرت شیخ احرام کی حالت میں تھے دو رکعت نفل کی نیت کی آخری سردی میں واصل ہوئے قیامت تک حج کا ثواب ملتا رہے گا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اولیاء کرام کے فرامین:

شیخ تقی الدین بن دقیق العید فرماتے ہیں میں نے امام شاذلی رحمتہ اللہ علیہ سے بڑا عارف باللہ نہیں دیکھا

حضرت شیخ مکین الدین عثمانی فرماتے ہیں بہت سے حضرات لوگوں کو اللہ تعالی کی طرف بلاتے ہیں اور شیخ ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ تعالی اللہ تعالی تک پہنچاتے ہیں

شیخ عبداللہ شاطبی فرماتے ہیں میں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی دولت سے شرف یاب ہوا میں نے امام شاذلی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوالحسن تو میرا حسی و معنوی بیٹا ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہت بڑا مقام ہے۔

اور علمائے اسلام نے آپ کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ لکھا ہے اس وقت آپ کے سلسلے کا فیضان شرق و غرب میں عام ہو چکا ہے ۔

آپ کی دعائے حزب البحر کے طفیل بہت سے لوگ واصل باللہ ہوئے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک ہوتے رہیں گے (راقم فقیر بھی آپ کے مریدوں میں سے ہے) تاریخ وصال آپ کا وصال 20 ذوالقعدہ 256 ہجری بمطابق 18 نومبر 1258 عیسوی بروز پیر کو ہوا آپ کا مزار وادی ہمیثرہ مصر میں مرجع الخلائق ہے۔(49)

حوالہ جات

(43العارف باللہ شیخ عطاء اللہ االسکندری "لطائف المنن" ص:63 (القاھرہ دارالمعارف2006)

(44)علامہ سید محمد ابی الھدی الصیادی" قلادۃ النحر فی شرح حزب البحر" ص: 22،

(مطبوعہ صموصیہ بمصر 1315)

(45) احمد بن محمد بن عیاد محلی شافعی" المفاخر العلیہ فی المآثر الشاذلیہ" ص: 22 (مصر المکتبۃ الازھریۃ اللتراث 2004)

(46) امام ابوالمواہب عبدالوھاب الشعرانی "لوقح الانوار فی طبقات الاخیار"،ص:132

(مکتبہ بیروت لبنان2009)

(47)قلادۃ النحر فی شرح حزب البحر ص:19 مطبوعہ صموصیہ بمصر 1315)

(48)شیخ احمد زروق" شرح حزب البحر"ص: 33 (لناشر دار جوامع الکلم القاھرۃ)

(49) العارف باللہ شیخ عطاء اللہ االسکندری "لطائف المنن" ص:165 (القاھرہ دارالمعارف2006)

فصل دوم

تصوف کے باقاعدہ ادارے

وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ نے **ابوالحسن الشاذلی ریسرچ ہب**لاہور قائم کر دیا ہے،یہ پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ ڈیٹا سینٹر میں ای بک، ای جرنلز، ای تھیسس، آن لائن ریفرنس کلیکشن، نوبل انعام یافتہ کلیکشنز، ڈاکومنٹری، نقلی ویڈیوز اور دیگر مقامی اور بین الاقوامی وسائل تک آن لائن رسائی فراہم کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔پنجاب بھر میں تحقیق کو بانٹنے میں سہولت فراہم کرنے کے لیے ابوالحسن شاذلی ریسرچ ہب کا ایک کیٹلاگ بھی تیار کیا گیا ہے۔

اس ریسرچ ہب کا بڑا مقصد تحقیق کرنے والوں، دانشوروں اور منصوبہ سازوں کو بین الاقوامی تحقیق اور دستیاب ڈیٹا بیس تک رسائی حاصل کرنے میں مدد کرنا ہے جس کے ساتھ ساتھ عام لوگوں، خاص طور پر بچوں، نوجوانوں اور بزرگ شہریوں میں پڑھنے اور سیکھنے کے کلچر کو فروغ دینا ہے۔ تحقیقی مرکز پر توجہ مرکوز ہے،

محققین، دانشوروں، طلباء، اساتذہ اور بڑے پیمانے پر ہمارے معاشرے میں ای ریڈنگ اور ای لرننگ کلچر کو فروغ دیں۔

مفت آن لائن وسائل تک کھلی رسائی اور سبسکرائب شدہ وسائل کے لیے اراکین تک محدود رسائی فراہم کریں،مقامی سطح پر سماجی اور تعلیمی سرگرمیوں کو منظم کریں،ریسرچ ہب خصوصی افراد (بصارت سے محروم، بہرے اور جسمانی معذوری) کو سہولت فراہم کریں گے۔

اس کے علاوہ، تحقیقی مرکز فراہم کرے گا EM ریسرچ سینٹر کے آلات اور

پر مبنی سیکیورٹی سسٹم پر مفت وائی فائی انٹرنیٹ تک اعلی معیار کی پرنٹ کتابیں، دستاویزی فلمیں اور رسالے تقریبا3000 فراہم کریں گے اور تقریباً 35 کمپیوٹرز، ٹیبلیٹس اور ملٹی میڈیا فراہم کریں گے۔

اجتماعی سرگرمیوں، سیمینارز کے لیے تقریباً 45 افراد کے لیے آڈیٹوریم کی سہولت مقامی سطح پر جدید ترین ٹیکنالوجیز کی نمائش میں سہولت فراہم کریں گے،

پنجاب اور دیگر صوبوں کی یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں تک ڈیجیٹل مواد کی توسیع انٹرنیٹ، ڈیجیٹل وسائل، کتابوں اور رسالوں کے موثر استعمال میں مقامی لوگوں کی تربیت شامل ہے۔

سنٹرلائزڈ ریسرچ ہب:

PITB ڈیٹا سینٹر میں ایک مرکزی تحقیقی مرکز قائم کیا گیا ہے اور اس کی میزبانی کی گئی ہے۔یہ عام ای کتابوں، ای-مقالہ، دستاویزی فلموں، ویڈیوز، آڈیوز، مقامی اور بین الاقوامی ای-اخبارات، ای میگزین اور جرائد، متن اور حوالہ جاتی کتابوں، ڈیٹا سیٹس، اور ای-اخبارات تک صارف دوست تلاش کے ذریعے رسائی فراہم کرتا ہے۔مجموعوں میں بین الاقوامی معیار کا میٹا ڈیٹا ہے اور اسے مضامین کے مخصوص

زمروں میں درجہ بندی کیا گیا ہے،ہزاروں دیسی دستاویزات دور دراز سے مفت قابل رسائی ہیں۔ سبسکرائب شدہ دستاویزات ریسرچ ہب میں کمپیوٹر ٹرمینلز کے ذریعے قابل رسائی کے حقوق بھی اسی کے مطابق بیان کیے گئے ہیں۔

قابل ذکر لوگوں کے لیکچرز، نوبل انعام یافتہ افراد اور مختلف مضامین کے ماہرین کی تخلیق کا باعث بنے گا۔

عملہ :

کسی بھی ادارے، منصوبے یا سرگرمی کی کامیابی کا انحصار بنیادی طور پر لوگوں کی کارکردگی پر ہوتا ہے۔ لہٰذا، ابوالحسن الشہدلی ریسرچ ہب کے انتظام کے لیے انتہائی قابل عملہ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

نظم وضبط:

سیکھنے کی سرگرمیاں، کاشتکاری، فن تعمیر، فنون، بائبل، نباتیات، تعلیمی تبدیلی، سائنس، تعلیم کی سائنس، سماجی علوم، مزاحیہ، خفیہ نگاری، سفارت کاری، معذوری، معیشت، تعلیم، بالغ تعلیم، ابتدائی بچپن کی تعلیم، ثانوی تعلیم، اعلیٰ تعلیم تعلیم، پبلک اسکول، تعلیمی تشخیص، فارمیسی، ارضیات، تاریخ، نیچرل ہسٹری، کیتھولک چرچ، ناسا تکنیکی رپورٹس، تعلیمی تحقیق، قوانین، معلومات کی آزادی، ریاضی، طب، تعلیم کی بہتری، تحقیق کا طریقہ کار، تشخیص کے طریقے، انسداد غلامی تحریکیں، بچے، تعلیمی مقاصد، اوپیرا، تعلیمی ٹیکنالوجی، یونیورسٹیاں اور WWII ,ریاستہائے متحدہ کے پیٹنٹس، تعلیمی پالیسی، پہلی جنگ عظیم،

اورولڈ بینک کی کھلی رسائی کا ذخیرہ، (OKR) اسکول، وکی لیکس ورلڈ بینک اوپن نالج ریپوزٹری 27,710 سے زیادہ مکمل متنی کثیر الشعبہ الیکٹرانک کتابوں کے لیےبنایاگیاہے،

(2) بنیادی تعلیم، کمیونٹیز اور انسانی بستیوں میں رسائی اور مساوات، تنازعات اور ترقی، بیماریوں پر قابو پانے اور روک تھام، سرکاری شعبے کی بدعنوانی اور بدعنوانی کے خلاف اقدامات، بدعنوانی اور بدعنوانی کے خلاف قانون، فصلوں اور فصلوں کے انتظام کے نظام، ثقافت اور ترقی، نصاب اور ہدایات، قانون اور ترقی، پرائیویٹ سیکٹر کی ترقی، پبلک سیکٹر کی ترقی، سماجی ترقی دیہی ترقی، شہری ترقی، صحت اور مالیات کی معیشت، ترقیاتی اقتصادیات اور امداد کی تاثیر، پبلک سیکٹر کی معیشت، معیشت اور بین الاقوامی تجارت، تعلیم، توانائی، اخلاقیات اور یقین کے نظام، مالیاتی شعبے کی مالیات اور ترقی، جنس، حکومت، صنعت، انفراسٹرکچر اکانومی اور فنانس، زبان اور مواصلات، ماحولیات، میکرو اکنامکس اور اقتصادی ترقی، آبی وسائل، غربت میں کمی، بچوں کی صحت، صحت۔نیوٹریشن اینڈ پاپولیشن، انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجیز، اکنامک ٹی نظریہ اور تحقیق، بین الاقوامی دہشت گردی، کام اور سماجی تحفظ، نقل و حمل، صحت کی نگرانی اور تشخیص

ڈیجیٹل بک انڈیکس یہ 1800 سے زیادہ تجارتی اور غیر تجارتی پبلشرز، یونیورسٹیوں اور مختلف پرائیویٹ سائٹس سے 165,000 سے زیادہ مکمل متنی کثیر الشعبہ ڈیجیٹل کتابوں کے لنکس فراہم کرتا ہے۔ان میں سے 140,000 سے زیادہ کتابیں، متن اور دستاویزات مفت دستیاب ہیں،

پروجیکٹ57،000 سے زیادہ مفت ای کتابیں پیش کرتا ہے،

آسٹریلیا کی نیشنل لائبریری تمام زبانوں میں 19,269,331 کثیر الشعبہ کتابیں ہیومینٹیز پریس کھولیں،

(3)علامہ اقبال سائبر لائبریری اس لائبریری میں 20 زبانوں میں 188 مضامین پر 813 تعاون کرنے والوں کی 1457 ہولڈنگز موجود ہیں۔اردو زبان میں یہ 110 ہولڈنگز پر مشتمل ہے،

انگریزی ادب کی کتابیں آن لائن ڈاؤن لوڈ اور پڑھنے کے لیے دستیاب ہیں Smash words 76,647

مفت ای کتابوں، متن، دستاویزات، کلاسک ادب، ڈرامہ اور شاعری کا مکمل متن کا ذخیرہ مفت 8,000 ناول آن لائن اس میں انگریزی ادب کے ایڈونچر، کرسچن فینٹسی، جنرل، گرافکس، تاریخی، ہارر، مزاحیہ، اسرار، رومانس، سائنس، فکشن، تھرلر اور ویسٹرن کا احاطہ کیا گیا ہے،

مصنفہ سینکڑوں کتابیں، آن لائن پڑھنے کے لیے مصنف کے ذریعے تلاش کی جا سکتی ہیں،

آن لائن پروگرامنگ کتابیں اس میں پروگرامنگ پر 1000+ کتابیں شامل ہیں،

فری ٹیک کتابیں اس ڈیٹا بیس میں 1211 کتابیں اوپن ایکسیس آن لائن کمپیوٹر سائنس کی کتابیں، درسی کتابیں، اور لیکچر نوٹس شامل ہیں ریسرچ ہب کا ایک کیٹلاگ بھی تیار کیا گیا ہے۔(50)

---

(50) ویب سائٹ(Abul Hasan ASH Shadhili Research hub.ترجمہ)

"حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے" الحدیث
تحقیق کو تعلیم کا لازمی حصہ بنانے اور نوجوانوں میں تحقیقی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے
حکومت پنجاب کی جانب سے اہم قدم
شیخ ابوالحسن شازلی صوفی ازم،
سائنس و ٹیکنالوجی ریسرچ سنٹر
صوبہ بھر میں ریموٹ رسائی گھر بیٹھے لاکھوں طلباء و طالبات مستفید ہو سکیں گے
مفت ممبر شپ
یہ سنٹر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، کالا شاہ کاکو کیمپس میں 100 ملین روپے کی رقم سے قائم کیا جائے گا
مذہبی، سائنسی اور سماجی علوم کا جدید ترین تحقیقی مرکز
نامور ملکی و غیر ملکی تعلیمی، تحقیقی اور مذہبی اداروں سے منسلک
خصوصی افراد اور بے آسرا بچوں کے لیے خصوصی تعلیمی و تحقیقی سہولیات
تمام مکاتب فکر کے علما اور مذہبی تعلیمی اداروں کے ساتھ اشتراک
جدید ترین تعلیمی و تحقیقی سہولیات سے آراستہ
پنجاب کے مختلف اضلاع میں قائم لائبریریز کو اس ریسرچ سنٹر سے منسلک کیا جائے گا
3000 سے زائد فزیکل کتابیں اور 13 کروڑ ای بکس
15 کروڑ ای تھیسس اور 78 عالمی ای جرنلز
طلبا و طالبات کے لیے رہنمائی مرکز کا قیام
SPL-595
یوتھ افیئرز اینڈ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ، حکومت پنجاب

باب چہارم

تصوف اور ناقدین

فصل اول

تصوف پر اعتراضات کے جوابات

سوال نمبر1:

تصوف کے نام اور اصطلاح کا قرآن و حدیث میں کہیں بھی ذکر نہیں ملتا زیادہ سے زیادہ دوسری صدی میں پہلی بار تصوف کی اصطلاح استعمال کی گئی **جواب:**

حضرت شیخ ابو نصر سراج طوسی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب(اللمع فی تاریخ الاسلامی) میں فرماتے ہیں کہ عدل علماء ائمہ میں سے کسی ایک کو بھی اس بات سے انکار نہیں کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں صادقین صادقات قانتین قانتات محبین خاشعین موقنین مخلصین محسنین متقین راجین واجلین عابدین مستغفرین سائحین صابرین راضین متوکلین مطمئنین اولیاء مصطفین ابرار مسترشدین اور مقربین کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا

اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ،(51)

صبر والے اور سچے اور اَدب والے اور راہ خدا میں خرچنے والے اور پچھلے پہر سے معافی مانگنے والے

محبّین کا ذکر یوں فرمایا

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ(52)

اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں

راشدین کا ذکر یوں فرمایا

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (۱۸۶) (53)

اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں

شاھدین کے لیے ارشاد فرمایا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ (۳۷) (54)

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو

مطمئنین کے لیے ارشاد فرمایا

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (ؕ۲۸) (55)

وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے

خاشعین کا ذکر یوں ارشاد فرمایا

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (ۙ۴۵) (56)

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں

متقین و متوکلین کا ذکر یوں ارشاد فرمایا

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (ۙ۲) وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (۳) (57)

اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے

راضین کا کیا ہی خوب ذکر کیا

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ (۸) (58)

اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے

صاحب نے ابرار کا ذکر یوں فرمایا

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ (۱۳) (59)

بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں

ایک اور جگہ بہت ہی خوب انعام فرمایا

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (۱۹۸) (60)

لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کی طرف کی مہمانی اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکیوں کے لیے سب سے بھلا ،

اور مجموعی طور پر ان کے اوصاف یوں تعریف فرمائے

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىِٕمِيْنَ وَ الصّٰٓىِٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (۳۵) (61)

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمان بردار اور فرمان بردار یں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے ،

اب حدیث کی روشنی میں ہم جواب دیئے دیتے ہیں

عن عائشه رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد كان فيما قبلكم من الامم الناس يحدثون فان يك في امتي احد فانه عمر بن الخطاب(62)

امام بخاري نے ابو هريره سے روايت كي

حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گذشتہ امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قال رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم

على الله لابره۔(63)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بہت لوگ پریشان بال غبارآلودہ دروازوں پر سے دھکیلے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے اعتماد پر کسی بات کی قسم کھا

"بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ بن معبد الاسدی سے فرمایا **استفت قلبک**(64) اپنے دل سے پوچھ لیا

کرو یہ بات آقا علیہ السلام نے کسی اور سے نہیں آسان فرمائے،

ایک حدیث میں یہاں تک فرمایا

ان في امتي من اذا قرء رايت ان يخشى الله تعالى وان طلق بن حبيب منهم (65)

میری امت میں وہ لوگ بھی موجود ہیں کہ قران پڑھتے ہیں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ اللہ سے ڈر رہے ہوتے ہیں "طلق بن حبیب" انہیں میں سے ہیں

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل من امتي الجنه السبعون الف بلا حساب كلم منهم يا رسول الله قال هم الذين لا يكتبون ولا يسترقون وعلى ربهم يتوكلون(66)

میری امت میں سے ستر ہزار لوگ ب بلا حساب جنت میں داخل ہونگے عرض کی گئی یارسولاللہ ﷺ ایسے لوگ کونسے ہونگے ؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہونگے جون بدن کو (لوہے وغیرہ سے) داغتے ہونگے اور نہ ہی جادو وغیرہ پڑھ کر پھونکیں مارنے والے ہوں گے

اس قسم کے بہت سی روایات اور احادیث ملتی ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں یہ سبھی لوگ حضور کی امت میں شمار ہوتے ہیں اگر یہ لوگ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود نہ ہوتے اور کسی بھی زمانے میں ان کا پایا جانا محال ہوتا تو اللہ کریم اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہ فرماتا اور نہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اوصاف بیان فرماتے،

ثانیاً

الحمدللہ آپ نے تصوف کی اصطلاح کم از کم تیرہ سو سال پرانی تسلیم کر لیں محترم تصوف اپنی حقیقت کے لحاظ سے اس آیت قرآنی میں اپنی مکمل آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز ہے،

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (۶۳)(67)

اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔

تصوف ترجمہ ہے تزکیہ کا اور تزکیہ کا لفظ بھی قرآن میں بار بار استعمال ہوا ہے ثالثاً اگر آپ عین تصوف ہی کی اصطلاح کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں تو اس کا مادہ صوف ہے اور صوفیہ کا ایک قول معروف ہے کہ تصوف صفہ سے لیا گیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کثیر تعداد صحابہ جو صفہ کے چبوترے پر رہ کر حضور سے روحانی تربیت حاصل کرتے تھے ان کے طریقہ سے تعلق کی بنا پر تصوف کو موسوم کیا گیا ہے اصحاب صفہ کے بارے میں دوسرے باب میں تفصیلا تحریر کر چکے ہیں۔

سوال نمبر2

جب مسلم حکمرانوں اور خلفاء کی رسہ کشیاں اور اقتدار کے لئے جنگ وجدال عروج پر پہنچا تو رد عمل میں مسلمانوں میں ایک طبقہ پیدا ہوا جس نے سیاست اور اقتدار سے لاتعلقی کا رویہ اپنانا شروع کیا گویا تصوف جین مت بدھ مت جمہوریت اور کمیونزم کی طرح رد عمل کا نتیجہ ہے؟

جواب:

آپ نے مسلمان خلفاء کی جنگوں کی تفصیل نہیں بتائی اور نہ ہی الگ رہنے والے لوگوں کا نام بتایا ہے ہم عرض کیے دیتے ہیں سیدنا علی المرتضی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ کے درمیان جنگ جمل ہوئی تو بے شمار صحابہ کرام غیر جانبدار رہے حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت فتنوں کا آئیگا جس میں بیٹھا آدمی کھڑے سے بہتر ہو گا کھڑا آدمی چلتے سے بہتر ہو گا چلتا آدمی دوڑتے سے بہتر ہو گا جو اس فتنے میں پھنس گیا یہ فتنہ اسے پھیلا دے گا لہذا جو شخص اس سے بچ سکتا ہوں بچے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی کا نام حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے یہی حدیث پڑھی اور فرمایا کہ میں نہ علی کا ساتھ دوں گا نہ عائشہ کا۔ (68)

اس وقت لوگ چار گروہوں میں تقسیم ہوگئے تھے ایک گروہ بصرہ میں دوسرا کوفہ میں تیسرا شام میں چوتھا غیر جانبدار اور غیر جانبدار گروہ کو سب سے بہتر قرار دیا۔ (69)

مزید سماعت فرمائیں حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے حضرت علی کی امداد کرنے کے لئے نکلے تو راستے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا کہاں جارہے ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جا رہا ہوں انہوں نے فرمایا واپس چلے جاؤ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں جنگ کریں گے تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں یہ حدیث سن کر وہ واپس چلے گئے(70)

ہاں فرمائیں خلفاء کی رسہ کشی میں لاتعلق رہنے والا طبقہ کون تھا وہ جین مت بدھ مت جمہوریت کمیونزم کے پیروکار تھے یا صحابہ کرام تھے؟ بخاری اور مسلم میں یہ احادیث امریکی تعلیمات ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات؟

سوال نمبر 3

سیاست اور اقتدار سے لاتعلقی گوشہ نشینی میں بدل گئی؟

جواب:

لاتعلقی والدراسات کا جواب دیا جا چکا ہے باقی رہے گوشہ نشینی تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کیا آپ صرف یہ گوشہ نشین ہوتے ہیں یا نہیں یہ ایک الگ بحث ہے آپ کو جس طرح جنم لیتے ہوئے دیکھا یا ہے یہ سراسر جھوٹ اور اس طرح ہے گوشہ نشینی کی بنیاد قرآن و سنت سے ثابت ہے قرآن میں وہ اس واعدنا موسی اربعین علیہ وسلم نشینی کے اصل موجود ہے مکہ کی پہاڑی پر غار حرا کا وجود آج بھی گوشہ نشینی کا زندہ گواہ ہے اور بخاری اور مسلم کی احادیث اس پر شاہد ہیں ایک اور حدیث شریف

کے صاف الفاظ ہیں" **سیروا ھذا جمدان قد سبق المفردون** "، (71) یعنی اس جمدان پہاڑ کی سیر کرو تنہائی میں چلے جانے والے لوگ آگے نکل گئے ہیں صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا لوگ کون ہیں فرمایا اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں ،

اب ہم ایک نہایت دلچسپ حدیث شریف پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اگر دل میں ایمان موجود ہے تو دل کے کانوں سے سنو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسے معروف ترین تیر انداز صحابی دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر جنگل میں اونٹ چرانے لگے آپ کے بیٹے عمر آپ کے پاس جنگل میں حاضر ہوئے جب حضرت سعد نے اپنے بیٹے کو دور سے آتے دیکھا تو فرمایا اے اللہ مجھے اس اونٹ پر سوار ہو کر آنے والے سے بچا وہ پاس آ کر اس سے اترے اور کہا تو ادھر اپنے اونٹوں اور بکریوں میں مصروف ہوں اور لوگوں کو ملک کے تنازع جات میں چھوڑ دیا ہے حضرت سعد نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا جو بولا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے **ان اللہ یحب العبد التقی الغنی الخفی** (72) یعنی اللہ تعالی اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو متقی ہو غنی ہو چھپ کر زندگی گزارتا ہوں، صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **عن ابي سعيد الخدري انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوشك ان يكون خير مال المسلم وانا من يتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر يفر بدينه من الفتن**، (73)

قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں جنہیں لے کر وہ پہاڑ کی چوٹی پر چلا جائے گا جہاں سے بارش ہوتی ہے اور وہ اپنا دین بچا کر فتنوں سے بھاگ کر وہاں جائے گا، اس سے قبل ہم غیر جانبدار کے حق میں تو صحیح ترین حدیث نقل کر چکے ہیں اب آپ پر واضح ہوگیا ہوگا کہ یہ لاتعلقی گوشہ نشینی میں

نہیں بدلی بلکہ گوشہ نشینی کی اصل قرآن وسنت کی تصریحات میں پہلے سے موجود ہے واضح رہے کہ قرآن و سنت کی اکثر دلائل کی رو سے نفس کی اصلاح کے لیے گوشہ نشینی اختیار کرنا ایک عارضی اور وقتی چیز ہے جبکہ باغ واضح دلائل سے مستقل طور پر تارک الدنیا ہوجانا بھی بعض بزرگوں کے حق میں ثابت ہے جیسے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کوفہ کے گورنر کے نام سفارشی خط لکھ دینے کی پیشکش فرمائی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے مجھے زمین کی خاک پر بیٹھنا لوگوں سے پوشیدہ رہنا زیادہ پسند ہے۔(74)

سوال نمبر4:

دوسرے مذاہب میں تاریخ کو دنیا لوگ پہلے ہی موجود تھے ہندو مت بدھ مت اور عیسائیت سے متاثر ہو کر اسلام میں بھی بے شمار مشرکانہ خرافات کو داخل کر دیا گیا؟

جواب:

جب سیڑھی کے ذریعے آپ اس سوال تک پہنچتے ہیں تو ہم نے پچھلی سطور میں اس سیڑھی کے پرخچے اڑا دیے ہیں لہذا یہ سوال بناء الفاسد علی الفاسد کا مصداق ہے یعنی ایسا فساد جس کی بنیاد بھی فساد ہو،

ثانیہ آپ کے اس سوال میں ہیں اس سوال کا جواب موجود ہے چناچہ فرما رہے ہیں کہ دوسرے مذاہب میں تارک الدنیا لوگ پہلے ہی موجود تھے گویا ان مذاہب میں کچھ لوگ تارک الدنیا تھے اور کچھ لوگ تارک الدنیا نہیں تھے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ان مذاہب کے تارک الدنیا لوگوں کی مشابہت سے انسان صوفی بن جاتا ہے تو انہیں مذاہب میں جو لوگ تارک الدنیا نہیں ہیں ان سے مشابہت کی وجہ سے

انسان منکر تصوف کیوں نہیں بن جاتا ؟ اور منکرین تصوف کی ہندو مت بدھ مت عیسائیت سے مشابہت لازم کیوں نہیں آتی؟

سوال نمبر 5

صوفی ازم کا مرکز ایشیا اور افریقہ رہا ہے گویا یہ عرب کی پیداوار ہی نہیں؟

جواب:

اولاً آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ آپ عرب شریف کون سے براعظم میں واقع ہے یا پھر آپ بلا خوف تردید سب کچھ فرمائے جا رہا ہے اطلاعاً عرض ہے کہ عرب شریف بھی ایشیا ہی کا ملک ہے پھر تصوف عرب کی پیداوار کیسے نہیں اگر تصوف کا مرکز ایشیا اور افریقہ رہے ہیں تو پھر کیا ہوا آپ کا خیال ہے تصوف کا مرکز ایشیا اور افریقہ کے علاوہ کون کون سے براعظم ہونے چاہیے ان دونوں براعظموں کے علاوہ تین براعظم یہ ہیں آسٹریلیا یورپ اور امریکہ فرمائیں کیا تصوف مرکز کفار کے آنا اکثریتی براعظموں کو ہونا چاہیے تھا یہی اعتراض مسٹر غلام احمد پرویز نے صحاح ستہ کے مصنفین پر کیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ تمام محدثین عجم سے تعلق رکھتے ہیں کوئی بخارا کا رہنے والا کوئی اصفہان کا کوئی ترمذ کا رہنے والا ہے کوئی سجستان کا پرویز کا یہ اعتراض سراسر غلط اور جہالت پر مبنی ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ تصوف کے قرآن و سنت سے ثابت ہونے کے باوجود اسے عجم کی پیداوار قرار دینے والے خود جب پرویز کے سامنے پھنستے ہیں تو اس سے کس طرح جان چھڑاتے ہیں۔

سوال نمبر 6

کمیونسٹوں نے تصوف کی وجہ سے ہی مذہب کو افیون کا نام دیا تھا اسی نے اسلام کو ترقی نہیں کرنے دیں اور اسے لوگوں کے دنیاوی مسائل سے کوئی غرض نہیں اسی کی وجہ سے سیکولر لوگ اسلام سمیت ہر مذہب سے آزاد ہونا چاہتے ہیں یہ سارا قصور تصوف کا ہے؟

جواب:

مضمون نویس نے غیر سنجیدہ اور عدم تحقیق کی انتہا کر دی ہے حقیقت یہ ہے کہ کمیونسٹوں نے دنیا کے ہر مذہب کو مطلقاً افیون کہا تھا نہ کہ صرف تصوف کو،

ثانیاً لوگوں کے دنیاوی مسائل سے بغض رکھتے وقت یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ دنیا کو مخالفین تصوف کی طرح ترجیح دینا سراسر باطل ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۲۰) (75)

یعنی یقین کرلو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشہ ہے اور عارضی زینت اور آپس کے مقابلے بازی ہے یہ ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں آگے نکلنے کی کوشش ہے اس کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کی پیداوار کسانوں کو پسند آتی ہے پھر جب وہ خوشک ہو جاتی ہے تو اے دیکھنے والے تو پھر اسے دیکھتا ہے کہ وہ زرد ہو گئی ہے پھر اس کے بعد وہ چورہ چورہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں نافرمانوں کے لئے سخت عذاب ہے اور فرمانبرداروں کے لیے اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی

صرف دھوکے کا سامان ہے، حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیھا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالم او متعلم ،(76) یعنی دنیا پر لعنت ہے اور جو کچھ اس میں ہے اس سارے پر لعنت ہے سوا اللہ کے ذکر کے اور اس کے متعلقات کے اور عالم یا شاگرد کے ،

ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر دنیا کی وقعت مکھی کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس میں سے کوئی کافر پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پی سکتا، ایک حدیث میں یہاں تک ہے کہ دنیا کی وقعت اللہ کے ہاں ایک مردار جانور سے بھی کم ہے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کام کاج کی کثرت سے اور چکی پیس پیس کر مجھے تھکن ہوجاتی ہے مجھے ایک نوکریاں خادم عنایت فرمائیں دیں آپ پر عمل نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ میں تمھیں اس سے بہتر چیز بتا دیتا ہوں ہر نماز کے بعد(33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر) پڑھا کرو مگر نوکر فراہم نہیں فرمایا،(77) اب ان دلائل کو پڑھ لینے کے بعد ایک مشہور صوفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے اس مصرع کو ذرا غلط ثابت کر کے دکھاؤ ادھی لعنت دنیا تائیں تے ساری دنیا داراں ھو

ثالث شرعی ضرورت اور اتباع سنت کے حد تک صوفیہ علیہم الرضوان نے ہمیشہ دوسرے لوگوں سے بڑھ کر دنیا میں حصہ لیا ہے اور سیاست اور دنیاوی تعلیمات میں پیش پیش رہے ہیں چنانچہ صوفیاء نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ عوام کے مسائل حل کرانے کی خالص نیت کے ساتھ حکمران سے تعلقات رکھنا بھی اچھا ہے،

چنانچہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو خدا و رسول کی اس طرح اطاعت کرے کہ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں حدیث،(78)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی علم کلام پر تحقیقات اور دیگر موضوعات پر تصانیف اہل سے مخفی نہیں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالی نے اپنی کشف المحجوب میں شریعت پر سخت زور دیا ہے کم ظرف اور غیر ذمہ دار لوگوں کی سخت تردید کی ہے اور اپنی کتاب کا آغاز علم کے باب سے کیا ہے،

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں شرعی علوم کے دریا بہا دیے ہیں بدمذہب لوگوں اور باطل فرقوں کے نام لے کر اور سرخیاں قائم کرکے رد فرمایا ہے نیز آپ کا بادشاہ وقت کو سرزنش فرمانا آپ کی سوانح حیات کی کتب میں صراحتاً مذکور ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ نے 90 لاکھ ہندوؤں کو کلمہ پڑھایا اگر ان کے نزدیک کفر اور اسلام میں کوئی فرق نہیں تھا تو پھر کسی کو مسلمان کرنے اور کلمہ پڑھانے کا کیا مطلب ہلاکو خان کے مقابلے پر مسلمانوں کے کام آ کر انقلاب برپا کر دینے والا شخص ایک صوفی تھا نہ کہ غیر مقلد وہ شیخ محی الدین ابن عربی تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے اکبر بادشاہ سے ٹکر لی اور اس کے گڑھے ہوئے دین الہی کی سرعام خلافت کی اقبال الرحمن نے آپ ہی کے بارے میں لکھا تھا،

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

جس کے نفس کرم سے ہے گرمی احرار(79)

آپ نے روافض کے رد میں ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام رد الروافض ہے حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف سبع سنابل میں بار بار عقیدہ اہل سنت کی حقانیت پر زور دیتے ہیں بلکہ پہلا باب ہیں عقیدوں اور مذہبوں کے موضوع پر مرتب فرمایا ہے اور اہل بدعت روافض اور تفضیلیوں کی تباہی کر کے رکھ دی ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک عظیم صوفی بزرگ ہیں آپ نے تصوف کے موضوع پر انفاس العارفین شفاءالعلیل اور الانتباہ فی سلاسل الاولیاء جیسی عظیم المرتبت کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں صوفی ہونے کے باوجود آپ نے برصغیر کی سیاست میں نمایاں کردار ادا کیا ہے احمد شاہ ابدالی کو افغانستان میں خط لکھا کہ ہندوستان پر حملہ کر دوں پیر پگارہ حضرت صبغت اللہ شاہ راشدی قدس سرہٗ نے انگریز کے خلاف حر مجاہدین کھڑے کردیے اور بالآخر انگریزی کے ہاتھوں شہید ہوئے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مرزا قادیانی کا مقابلہ کیا اس کے مناظرے کے چیلنج کو قبول فرمایا اور قادیانیوں کے خلاف شمس الہدایہ اور سیف چشتیائی جیسی بے مثال کتاب لکھی مذاہب باطلہ کی کھل کر تردید فرمائی بلکہ موضوعات پر مختلف کتابیں لکھیں پاکستان بنانے میں حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب میرا شریف زکوڑی شریف سیال شریف بھر چونڈی شریف وغیرہم علیہ الرحمۃ نے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شمولیت فرمائے اور پاکستان مسلم لیگ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا آج بھی پاک و ہند میں اہم ترین دینی مدارس انہیں صوفیہ کے آستانوں پر قائم ہیں لہذا صوفیاء کرام علیہم الرضوان پر بے حسی شرعی معاملات میں عدم دلچسپی اور صلح کلی کا الزام نہیں لگایا جا سکتا میڈیا پر واویلا کرنے والے مغرب کے زرخرید افراد کی الزام تراشیاں

کوئی وقعت نہیں رکھتی ایسے لوگ ہر زمانے میں خریدے جاتے ہیں اور جاتے رہیں گے اکبر بادشاہ نے بھی ایسے ہی لوگوں کو خرید لیا تھا اور یہ دھندہ آج بھی جاری و ساری ہے۔

سوال نمبر 7

صوفیا نے اسلامی اقتدار اور حکومت کے مقابلے پر باطنی اقتدار کا ڈھونگ رچایا حتی کہ خلیفہ اور گدی نشین کی اصطلاح بھی اسی ضد میں وضع کرلی غوث کو ولیوں کا خلیفہ اور سربراہ مانا جاتا ہے یہی ان کا سب سے بڑا عہدہ ہے اور ہر نکمے اور سادہ لوح آدمی کو خلیفہ بنا دیا جاتا ہے؟

جواب:

ہمیں حیرت ہو رہی ہے کہ آپ کس طرح ڈھٹائی کے ساتھ تصوف کو حکومت کا چربہ کہ رہے ہیں آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ اور اس کی کیا دلیل ہے کہ خلیفہ گدی نشین اور غوث کو سربراہ حکومت کے مقابلے پر کھڑا کیا گیا ہے،

صوفیاء کے نزدیک اسلامی زندگی کی تین مختلف شعبے ہیں اس میں سے ہر شعبے کو ڈیل کرنے والے لوگ مختلف ہیں پہلا شعبہ اسلامی حکومت کا ہے ملک میں اسلامی قانون رائج کرنا اور سزاؤں کا نفاذ کرنا مجھے تیار رکھنا اور یاد کرنا عوام کی فلاح و بہبود پر توجہ دینا حکومت کی ذمہ داری ہے اسلامی حکومت کا قیام فرض کفایہ ہے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین پر بھی اس مقدم کر دیا گیا تھا اس کی مثال بادام کے بیرونی چھلکے جیسی ہے جو سخت مضبوط ہوتا ہے اور اسے توڑ نا آسان نہیں ہوتا حکومت ڈنڈے سے اصلاح کرتی ہے،

دوسرا شعبہ علماء کرام کا ہے اپنی ضرورت کی حد تک شرعی علوم میں مہارت حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اجتہادی سطح تک علم حاصل کرنا اور لوگوں کی رہنمائی دینا فرض کفایہ ہے علماء کی مثال بادام کے اندر والے چھلکے جیسی ہے جو مغز کے اوپر چڑھا ہوا ہوتا ہے علماء زبان سے اصلاح کرتے ہیں

تیسرا شعبہ تصوف اور روحانیت کا ہے اپنے نفس کی اصلاح اور ریاکاری تکبر حسد وغیرہ سے بچنا اور نیت کو درست رکھنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے لیکن اس میں ایسی مہارت حاصل کرنا کہ دوسروں کو بھی انہی چیزوں کی تربیت دی جاسکے فرض کفایہ ہے یہی وجہ ہے کہ ہر بندے کو خلافت نہیں دی جاتی روحانی شعبے کی مثال بادام کے اندر والے مغز جیسی ہے کیونکہ آخرت کی بخشش کا دارومدار اسی نفس کی اصلاح اور نیت کی درستگی پر ہے،

یہ ساری بحث حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الاقدس نے اپنی کتاب سرالاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار میں لکھی ہے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی نے نبی یحیی بہت نہایت علمی اور ادبی انداز سے فرمائی ہے،(80)

ہم بار بار واضح کر رہے ہیں کہ غیر زمہ دار قسم کے لوگوں کی باتیں شعر اور ان کا ہر کس و ناکس کو خلافت دے دینا ہمارے موضوع سے خارج ہے اس طرح کے لوگ ہر طبقے میں پائے جاتے ہیں خود تصوف کے مخالفین میں بھی غیر ذمہ دار افراد کی کمی نہیں ہوگی آپ خود بتائیں کہ کیا آپ اپنے ہر فرد پر ایک جیسا اعتماد کر سکتے ہیں کیا آپ اپنے تمام علماء کے نظریات اور تحریرات سے متفق ہیں،اگر تصوف میں کسی کو غوث کہہ دیا جاتا ہے تو پھر کیا ہے؟

سوال نمبر 8

صوفیا کے باطنی نظام کے مطابق غوث قطب اور ابدال کا نظام بنا دیا گیا ہے جو قضا و قدر پر نظر رکھتا ہے اور ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے؟

جواب:

اس میں قباحت ہی کیا ہے اول تو یہ روحانی باتیں ہیں جنہیں ہر کس و ناکس اور خصوصا ظاہریت کا حامل نہیں سمجھ سکتا ہم آگے چل کر انشاءاللہ تفصیل سے بیان کریں گے کہ

باطنی علوم کہاں سے ثابت ہیں ہم قرآن بھی دکھائیں گے احادیث بھی بخاری بھی پڑھائیں گے مسلم بھی فی الحال اتنا عرض کیے دیتے ہیں کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ (81) قسم ہے امر کی تدبیر کرنے والوں کی،اس آیت میں اللہ تعالی نے نظام دنیا کی باطنی تدبیر کرنے والوں کی قسم اٹھائی ہے اور مدبر ات امر اگر آپ کے خیالات میں فرشتے ہیں تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ فرشتے بھی تو غیر اللہ ہیں پھر فرشتوں کو مدبرات امر ماننا شرک کیوں نہیں؟ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ (82) یعنی خود اللہ تدبیر فرماتا ہے، قرآن کے ان الفاظ میں اللہ نے خود اپنے آپ کو امر کی تدبیر کرنے والا قرار دیا ہے مگر اوپر والی آیت میں مدبرات امر غیر اللہ کو کیوں کہہ دیا؟

ثانیا حدیث شریف میں ہے کہ عن علي رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الابدال يكونون بالشام وهم اربعون رجلا كلما مات رجل ابدل الله مكانه رجلا يسقى بهم الغيث وينتصر بهم على الاعداء ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب، (83)

ابدال شام میں ہوں گے اور چالیس مرد ہوں گے جب کبھی کوئی ابدال فوت ہو گا تو اللہ تعالی اس کی جگہ پر نیا ابدال بھیج دے گا ان کی برکت سے بارش ہوگی اور ان کی برکت سے دشمنوں کے خلاف مدد ملا کرے گی اور ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب ٹلا رہے گا،

اس حدیث میں نہ صرف ابدالوں کا ذکر ہے بلکہ ان کی برکت سے عذاب ٹل جانے کا ذکر بھی موجود ہے آپ کے نزدیک امام احمد بن حنبل تو محدث ہی ہونگے آپ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد ہیں یہ حدیث انہوں نے اپنی کتاب مسند احمد میں بیان فرمائی ہے،

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

الابدال في هذه الامة ثلاثون مثل ابراهيم خليل الرحمن عز وجل كلما مات رجل ابدل لله تبارك وتعالى مكانه رجلا ، (84)

یعنی اس امت میں ابراہیم خلیل اللہ سے مشابہت رکھنے والے تیس ابدال ہوا کریں گے تو اس کی جگہ اللہ تعالی دوسرا بندہ بدل دے گا ،

اس حدیث کی سند میں کلام ہے مگر ہر کلام بھی حتمی نہیں ہوتا اور پھر دوسری احادیث کی تائید اسے قوت بھی فراہم کر رہی ہے،

ایک اورحدیث میں ہے کہ اذا ضل احدكم شيئا او اراد عونا وهو بارض ليس بها انيس فليقل يا عباد الله اعينوني فان لله عبادا لا نراهم ،(85)

یعنی جب تم میں سے کسی کو کی کوئی چیز پردیس میں گم ہو جائے یا اسے مدد کی ضرورت ہو تو اسے پکارنا چاہیے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو بے شک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے،

حدیث صحیح ہے اور خصوصا حسین کے مصنف نعمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں صحیح احادیث کا اہتمام کیا ہے،

اس حدیث کے الفاظ فان لله عبادا لانراهم اللہ کے بندے ایسے موجود ہوتے ہیں جنہیں ہم نہیں دے سکتے سے اخذ کرتے ہوئے ان ابدالوں کو رجالالغیب کہا جاتا ہے،

عن المسيب ابن نجبة قال قال علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال النبي صلى الله عليه وسلم ان كل نبي اعطي سبعة نجباء رفقاء او قال نقباء واعطيت انا اربعة عشر كلفا من هم قال انا وابناي وجعفر وحمزة وابو بكر وعمر ومصعب ابن عمير وبلال وسلمان والمقداد وابو ذر وعمار وعبد الله بن مسعود ۔(86)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہر نبی کو سات نجیب رفیق دئے گئے یانقیب ڈبو دئے گئے جبکہ مجھے چودہ دیئے گئے ہم نے کہاوہ کون کون ہے فرمایامیں اور میرے دو بیٹے اور جعفر اور حمزہ اور ابو بکر اور عمر مصعب بن عمیر بلال سلمان حضرت مقداد ابو ذر عمار اور عبد اللہ بن مسعود،

سوال نمبر 9

ابن عربی کے نزدیک صوفیہ کی ولایت نبوت سے بھی افضل ہے مرزا قادیانی کو یہیں سے نبوت کا دعوی کرنے کا موقع ملا تھا؟

جواب:

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نبی کا خدا سے تعلق اسی نبی کی ولایت کہلاتا ہے اور نبی کا انسانوں سے تعلق اسی نبی کو کیا کہلاتا ہے نبی کو اپنی ولایت یعنی خدا سے دوستی اس کی اپنی نبوت یعنی انسانوں سے تعلق سے افضل ہے یہ بات شیخ اکبر کی کتب اور ان کی شروع میں تفصیل سے موجود ہے پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیف چشتیہ میں بھی اس کی اسی طرح وضاحت فرمائی ہے اور مرزا قادیانی کا ناطقہ بند کر کے رکھ دیا گیا شیخ اکبر سیدنا محمد دین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام کی نبوت تک پہنچنا ممکن ہے اسے ہم اپنے اس سے اس طرح بلند دیکھتے ہیں جس طرح آسمان کے ستارے ہم سے بلند ہیں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں،

"لا یصیح ان ینال مقام النبوۃ انا نراہ کا نجوم علی السماء" شیخ اکبر کی عبارت کو سمجھنا ہر کس و نا کس کا کام نہیں ہے آپ جیسے اہل ظواہر اور موت سبین کے بس میں تو بالکل ہی نہیں باقی رہا مرزا قادیانی تو اس ظالم نے صوفیا کے اقوال کو ہی نہیں بلکہ دوسرے علماء کے اقوال کو اور اس سے بڑھ کر قرآن و سنت کو بھی اپنی نبوت کی بنیاد بنانے کی کوشش کی ہے بلکہ غلام احمد پرویز نے تو یہاں تک کہا تھا کہ احادیث کا ذخیرہ مرزا کو نبی بنانے کا سبب بنا

سوال نمبر 10

وحدت الوجود وحدت الشہود اور حلول کے عقائد سے ہر چیز کو خدا بنا دیا جاتا ہے؟

جواب:

آپ نے یہ باتیں لکھتے وقت دیانتداری سے کام نہیں لیا اگر آپ ہوتے تو ایسی الزام تراشی کرتے وقت خدا کا خوف کر لیتے آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ آپ کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کو جب ہم اس مضمون میں نقل کرتے ہیں تو مکمل ایمانداری سے نقل کر کے پھر اس کا رد لکھتے ہیں، بلکہ بعض مقامات پر ہم نے خود اپنے اوپر اس طرح سخت سوالات وارد کئے ہیں کہ اس طرح سوال بنانے کا شعور آپ کو خود بھی نہیں تھا ایک دیانت محقق کا انداز یہی ہونا چاہئے اگر ہمت ہو تو صوفیاں کا حلولی ہونے کا ثبوت پیش کیجئے یاد رکھیئے کہ حلولی کا نظریہ سراسر کفر والحاد ہے اور صوفیائے کرام اس سے سو فیصد بری الذمہ ہیں

باقی رہا وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود تو اس موضوع پر تفصیل سے عرض کرنے کی بجائے ہم قرآن و سنت کی تصریحات آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں آپ خود نتیجہ نکال لیجئے ہم نتیجہ اس لئے بیان نہیں کر رہے کہ ہم پر ان دلائل کی ایسی تعبیر کا الزام نہ لگے جو تعبیر آپ کے اپنی مخصوص عینک کے ساتھ صوفیاں کے ہاں تلاش کر لی ہے،

اللہ کریم فرماتا ہے

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ (87) (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا

فرماتا ہے۔وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (١٦) (88) اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں

فرماتاہے۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ (89) تو تم جدھر منہ کرو ادھر وَجْہُ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے

فرماتاہے۔ وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (90) اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی

فرماتاہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ (91) وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے

حدیث پاک میں ہے

(1)عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إنَّ اللهَ قال: مَن عادى لي وليًّا فقد آذنتُه بالحرب، وما تقرَّب إليَّ عبدي بشيء أحب إليَّ مما افترضتُ عليه، وما يزال عبدي يتقرَّب إليَّ بالنوافل حتى أحبَّه، فإذا أحببتُه: كنتُ سمعَه الذي يسمع به، وبصرَه الذي يُبصر به، ويدَه التي يبطش بها، ورجلَه التي يمشي بها، وإن سألني لأعطينَّه، ولئن استعاذني لأُعيذنَّه، وما تردَّدتُ عن شيء أنا فاعلُه تردُّدي عن نفس المؤمن، يكره الموتَ وأنا أكره مساءتَه ولا بد له منه۔ (92)

جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے جن چیزوں سے میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے ان میں مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ وہ چیز ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قریب آتا رہتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں جب میں اس سے

محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اس سے ضرور پناہ دیتا ہوں میں اپنے کسی کام کے بارے میں کبھی متردد نہیں ہوا سوائے مومن کی جان لینے کے وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں بھی اس کی تکلیف کو ناپسند کرتا ہوں مگر اس کی موت زرور ہوتی ہے،

(2) الا کل شيء ماخلا الله باطل،(93)

یعنی خبر دار اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے،

(3) انا مع عبدي اذا ذکرني وتحرکت بي شفتاه ،(94)

یعنی میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذریعے سے حرکت کرتے ہیں،

قرآن و سنت کے اس قدر ان گنت بیانات سے بھی صوفیاء کرام نے حضور کو ہرگز ثابت نہیں فرمایا بلکہ کائنات کو محض اس کی جلوہ گاہ قرار دیا ہے ہر چیز کے فنا ہو جانے کے بعد صرف خدا کا باقی رہنا الگ چیز ہے اور ہر چیز کا خود خدا بن جانا الگ چیز ہے پہلی چیز حق ہے دوسری چیز کفر ہے۔

سوال نمبر11

صوفیاء کے نزدیک قرآن وسنت کے ایک ظاہری معنی ہوتے ہیں ایک باطنی اس نظریے کی بنیاد ابن عربی نے رکھی تھی حالانکہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلاَھَلْ بَلّغْتَ فرمایا تھا اور سب صحابہ نے جواب دیا تھا بلیٰ کسی صحابی کو ظاہری اور کسی کو بات نہیں مانا بتانا یکسانیت نہیں اور ایسا کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام ہے؟

جواب:

حضرت موسی اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں ذکر ہے حضرت موسی علیہ السلام کے پاس ایک قسم کا علم تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کے پاس دوسری قسم کا علم تھا فرمائے علم کی یہ تقسیم کس نے کی ہے؟ صوفیا نے یا خدا نے؟ ثانیہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ انک علم من علم الله علمکه الله لا اعلمه وانا علی علم من علم الله علمنیه لاتعلمه،(95)

یعنی آپ کے پاس ایسا علم ہے جس سے میں نہیں جانتا اور میرے پاس ایسا علم ہے جسے آپ نہیں جانتے اب آپ فرمائیں بخاری اور مسلم آپ کی مرغوب کتابیں ہیں کہ نہیں کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ نہیں کیا اس حدیث میں علم کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں کہ نہیں کیا ان دو مختلف علوم کے حامل و کوا کا واقعہ کافی تفصیل کے ساتھ قرآن میں بھی ہے کہ نہیں یہ بھی بتائیں کہ حضرت خضر کو چل کر غصہ کے پاس جانا پڑا تھا یا موسی کو چل کر کے پاس جانا پڑا تھا شجر علم کی اہمیت اور مرتبہ زیادہ نکل آیا تکوینی علم

کا بخاری کے اسی باب میں اسی صفحے پر یہ حدیث درج ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم سیکھے ہیں ایک علم وہ ہے جسے میں بیان کرتا ہوں دوسرا علم وہ ہے کہ اگر بیان کرو تو لوگ میری گردن کاٹ دیں بخاری ،

اب ذرا ہوش سنبھال کر بولیے علم کی دو قسمیں صوفیا بیان کر رہے ہیں یا حضرت ابوہریرہ بلکہ حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء؟

یہ بھی فرمایئے کہ اس حدیث میں علم کی دوسری قسم سے مراد کچھ بھی صحیح پوچھنا یہ ہے کہ وہ دوسرا عالم تمام لوگوں کو کیوں نہیں بتایا گیا بلکہ اگر انہیں بتایا جائے تو وہ ابوہریرہ کی گردن کیوں کاٹتے ہیں کیا ہے آپ کے پاس الاھل بلعنت کا جواب؟ اور کیا ہے آپ کے پاس صحابہ کے بلی کا کہنے کا جواب؟

مزید سنیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.لكل اية منها ظهر وبطن ولكل حد مطلع رواه في شرح السنه ،(96) یعنی ہر آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہر علم والے کے علم کی ایک حد ہے،

یہ بن عربی نہیں بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ وسلم ہیں -اور اس ارشاد کو روایت کرنے والے ابن مسعود ہیں جو سفر وحضر میں حضور صلی علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور جلیل القدر صحابی،

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ العلم علمان فعلم في القلب وذاك العلم النافع وعلم على اللسان فذلك حجه الله عز وجل على بني ادم ،(97)

یعنی علم کی دو قسمیں ہیں ایک القلب میں ہوتا ہے اور یہی علم نافع ہے دوسرا علم زبان پر ہوتا ہے اور یہ علم آدم کی اولاد پر اللہ کی حجت ہیں،

سوال نمبر 12

عبداللہ بن سبا یہودی اس باطنی تحریک کا سب سے بڑا پرچار تھا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے مولویوں کو زندہ جلا دیا تھا منصور حلاج نے اسی بنا پر خدائی کا دعویٰ کر دیا تھا؟

جواب:

ہم قطعی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ باطنی علوم کا پرچارک خود خدا ہے جہاں تک عبداللہ بن سبا یہودی کا تعلق ہے تو وہ بدبخت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اولویت افضلیت اور خلافت بلا فصل کا پرچارک تھا اور وہ رات بھی تھا اور رافضیوں کی نشانی حدیث شریف نے یہ بیان ہوئی کہ وہ اپنے سے پہلے والے مسلمانوں پر کیچڑ اچھالا کریں گے،باقی رہا ابن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کا دعویٰ اناالحق تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید میں یہ ارشاد خداوندی بھی ہے،

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ (98)

ثانیا بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ اسے برداشت نہیں فرما سکتے تھے اور ان کی طرف سے اس اظہار کا سب سے پہلے نوٹس لینے والی حدیث حضرت جنید بغدادی قدس سرہ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ

علیہ نے بھی ان پر سخت گرفت فرمائی ہے اور ان کے دعوے کو ان کی کمزوری کر دیا ہے(98) اور وہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ ایک دن حسین بن منصور حلاج حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالی عنہ کی صحبت میں جا کر بیٹھ گئے آپ نے پوچھا میرے پاس کیوں آئے ہو انہوں نے کہا آپ کی صحبت سے مستفید ہونے آیا ہوں آپ نے فرمایا مارا بمجانین صحبت نیست ،صحبت را صحت ببایدں میں پاگلوں کو صحبت نہیں دیتا اس کے لئے صحت ضروری ہے (99)

زیب النساء مخفی نے کیا خوب کہا:

شہرہ آفاق شد منصورورناہر زماں

برسر دارِ انا الحق نوجوانِ دیگراست (100)

اولیاء کرام علیہم الرضوان نے ابن منصور کے اس دعوے کو غلبہ حال اور عدم برداشت پر محمول فرمایا ہے اور کسی مسلمان کے بارے میں حسن ظن سے کام لینا اور اس کی بات کا اچھا محمل تلاش کرنا واجب ہوتے ہیں آپ نے خود لکھا ہے کہ علماء حق نے اس پر سخت گرفت فرمائی تو پھر مان لیجئے کہ جنید بغدادی اور داتا صاحب جیسے صوفیہ علمائے حق ہے باقی رائے منصور کو قتل کرنے کا اقدام تو یہ اقدام حکومت کا ہی کام ہوتا ہے حکومت وقت نے یہ کام کر دیا تھا۔

سوال نمبر 13

عالم کفر کے لیے تصوف میں کوشش اس لیے ہے کہ تصوف جہاد سے منع کرتا ہے؟

جواب:

کسی صوفی کی وہ عبارت ہمیں دکھائی جائے جس میں انہوں نے کہا ہو کہ جہاد منع ہم انشاءاللہ خود اس پر لعنت بھیجیں گے اگر آپ ایسا نہ کرسکے تو پھر آپ خود جھوٹ بول رہے ہیں بلکہ جھوٹ سے بڑھ کر بہتان لگا رہے ہیں جوٹھے پر لعنت ہے اور بہتان باندھنے والے پر کیا کچھ ہو گا خود اندازہ فرما لیجئے،

ثانیاً صوفیاء کی نرم دلی اور ان میں سے بعض غیر ذمہ دار افراد کے کلام کو غلط مفہوم پہنا کر آپ نے جہاد کا انکار برآمد کرلیا ہے یہی غلط مفہوم عالمی کفر نے قرآنی آیات و احادیث کو پہنانا شروع کر رکھا ہے۔

سوال نمبر14

اکبر بادشاہ نے اسی تصوف کی بنیاد پر دین الٰہی ایجاد کر لیا تھا اس وقت کے مسلمانوں نے اسے رد کر دیا تھا؟

جواب:

اکبر کی خباثت کو رد کرنے والوں کو آپ نے مسلمان کہا ہے ذرا سنیں وہ کون سے مسلمان تھے وہ کوئی اہل حدیث تھا یا ایک صوفی کامل اکبر کا مقابلہ کرنے والی تنہا شخصیت کا نام مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز ہیں آپ نے قبر کو سجدہ نہیں کیا جیل میں بند کر دیئے گئے آپ جیل میں ہی تھے کہ اکبر مر گیا اکبر کے بیٹے جہانگیر نے تخت سنبھالا تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر فرمایا کہ ہم تم سے ناراض ہیں تم نے ہمارے دوست احمد سرہندی کو قید میں رکھا ہے

وہ صبح اٹھ کر سیدھا جیل پہنچ اور حضرت مجدد کو رہا کرنا چاہا آپ نے فرمایا میں اس وقت تک رہا ہے قبول نہیں کروں گا جب تک سجدہ تعظیمی کی بد تمیزی ختم نہیں کی جاتی جہانگیر نے سجدہ تعظیمی ختم کرنے کا وعدہ کرلیا آپ جیل سے باہر تشریف لے آئے یہی وہ صوفی ہے جو وحدت الشہود کے قائل تھے جسے آپ کو فریاد کی فہرست میں ٹانک چکے ہیں اور یہی وہ صوفی ہیں جنہوں نے اکبر کے دین الہی کو جڑ سے اکھاڑ دیا تھا یہ کام کسی اہل حدیث میں نہیں بلکہ صوفی کامل نے سرانجام دیا تھا، یہ تمام اعتراضات سلوک تصوف پیر غلام رسول و قاسمی دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب سے کچھ تلخیص پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

حوالہ جات

(51) اٰل عمران3 : 17

(52) بقرۃ2 : 165

(53)بقرۃ2 : 186

(54) ق50 : 37

(55) رعد13 : 28

(56) بقرۃ2 :45

(57) طلاق65 : 3،2

(58) البینہ98 : 8

(59) مطففین83 : 22

(60) اٰل عمران3 : 198

(61)احزاب33 : 35

(62) بخاري حديث: 3689/3469، مسلم حديث:2398، الترمذي حديث:3693، النسائي في السنن الكبرى حديث:8119، احمد حديث:24285

(63) صحیح مسلم حدیث :6682

(64)(مسند احمد حدیث:18028 دارمی حدیث:2533 طحاوی کی شرح مشکل الآثار حدیث:2133

(65)اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی ص: 34دارالکتب الحدیث بمصر 1960

(66) البخاري حديث:6541 ومسلم حديث:549

(67) اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی ص: 35دارالکتب الحدیث بمصر 1960

(68) الفرقان25: 63

(69) البدایہ والنہایہ جلد نمبر 7 صفحہ 228

(70) صحیح بخاری حدیث: 31 مسلم حدیث: 7252

(71) صحیح مسلم حدیث:6808

(72) صحیح مسلم حدیث :7432

(73) صحیح بخاري حديث: 18، صحیح مسلم حدیث: 4461

(74)الحدید 57 :20

(75) ترمذی حدیث: 2322 ،ابن ماجہ حدیث:4112

(76) صحیح مسلم حدیث: 7418

(77) البخاری حدیث:3113، مسلم حدیث:6915

(78) تذکرۃ الاولیاء صفحہ 120

(79) بال جبریل ص: 177

(80) النازیات79 :5

(81) سجدہ32 :5 ،یونس10:31

(82)مسند احمد حدیث: 899

(83)مسند احمد حدیث: 22818

(84) الطبراني حدیث: 10158،ابویعلی حدیث: 5269

(85) ترمذي حدیث:3785،مسند احمد حدیث :666

(86) النور 24 : 35

(87) ق50 : 16

(88) البقرۃ2 : 15

(89) انفال8 : 17

(90) الفتح48 : 10

(91) البخاری حدیث: 6502

(92)بخاری حدیث: 6174 مسلم حدیث5889

(93) بخاری حدیث:122 مسلم حدیث:6168

(94) المعجم الاوسط حدیث: 773

(95) مرقات المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح حدیث: 238

(96) سنن دارمی حدیث:368

(97) المعجم الاوسط للطبرانی حدیث: 6605

(98) طہ 20 : ۹ تا ۱۲

(99) کشف المحجوب فارسی صفحہ: 198

(100) دیوان زیب النساء مخفی ص: 59 کتب خانہ علی ایران 1381ھ

خاتمہ

فوائدونتائج البحث

باب اول تصوف کے معنی اور مفہوم پر رقم ہے،

فصل اول میں تصوف کی لغوی تعریف کرتے ہوئے اس کے مختلف مادۂ اشتقاق پر بحث کی گئی ہے جس میں قرآن مجید سے اصحاب صفہ کے احوال وصفات کو بھی ذکر کیا ساتھ میں چند احادیث اور لفظ صوف کی تحقیق پیش کی گئی ہے۔

فصل دوم ائمہ تصوف اور اکابرین تصوف کی تعلیمات اور ان کے فرامین کی تشریحات پر مشتمل ہے،

فصل سوم میں صوفی نام کی وجہ تسمیہ کو قدیم کتب **اللمع فی تاریخ الصوف الاسلامی** اور **التعرف فی مذہب اهل التصوف** کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

باب دوم میں مبادیات تصوف کو ذکر کیا گیا ہے ،

فصل اول میں کشف المحجوب (از عثمان علی ہجویری رحمہ اللہ تعالی علیہ) کتاب کی تشریحات کی روشنی میں تصوف کی آٹھ بنیادی خصوصیات کو ذکر کیا گیا ہے اور حلیۃ الاولیاء(امام ابو نعیم الاصفہانی رحمہ اللہ تعالی)کی کتاب سے تصوف کے چار ارکان کو ذکر کیا گیا ہے

فصل دوم مبادیات تصوف پر مشتمل پانچ احادیث کو ذکر کیا گیا ہے جس میں(1) حدیث جبرئیل (2) حدیث حارثہ بن نعمان (3) حدیث وابصہ بن معبد (4) حدیث نعمان بن بشیر اور (5) ابن عباس رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین کی احادیث شامل ہیں۔

باب سوم تصوف کے عظیم سرخیل حضور سیدی و مرشدی ابو الحسن الشاذلی رحمہ اللہ تعالی علیہ کے تعارف و تصوف میں ان کے مقام اور ان کے وظیفہ خاص حزب البحر کو ذکر کیا گیا ہے،

فصل دوم میں تصوف کے انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف صوفی ازم ریسرچ سینٹر بنام ابو الحسن شاذلی کا تعارف اور اس کے بانیان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

باب چہارم میں منکرین تصوف کا محاسبہ اور ان کے اعتراضات کا علمی عقلی نقلی جواب سے رد گیا ہے۔

فہرس الآیات

84	لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	14
84	اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ	15
87	وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ	16
93	اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي	17
99	فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (۵)	18
99	وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ	19
103	اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	20
103	وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ	21
104	فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ	22
104	وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ	23
104	اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ	24
108	وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى (۹) اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ	25

فهرس الاحاديث

ماخذومراجع

کتب تفاسیر

(1) قرآن مجید

(2) کنز الایمان: اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی 1340ھ مکتبۃ المدینہ کراچی

(3) معالم التنزیل: امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی متوفی 403 ھ دار الکتب ریاض 2006

(4) احکام القرآن: ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی متوفی 671ھ مکتبہ حقانیہ پشاور

کتب حدیث

(5) صحیح البخاری: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت 1419ھ

(6) صحیح مسلم: امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ دار المغنی عرب شریف 1419ھ

(7) سنن ابن ماجه: امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی 273ھ دار المعرفہ بیروت 1420ھ

(8) سنن ابو داود: امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی 275ھ دار احیاء التراث العربی بیروت 1421ھ

(9) سنن الترمذی: امام ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی متوفی 279ھ دار الفکر بیروت 1414ھ

(10) سنن النسائی: امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی 303ھ دار الکتب العلمیہ بیروت 1426ھ

(11) السنن الکبری : امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی 303ھ داالکتب العلمیہ بیروت 1411ھ

(12) سنن الدارمی : امام حافظ عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی متوفی 255ھ دارالکتاب العربی بیروت 1407ھ

(13) مصنف ابن ابی شیبۃ : حافظ عبداللہ نم محمد بن ابی شیبۃ کوفی متوفی 235ھ دارالفکر بیروت 1414ھ

(14) مسند احمد: امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی متوفی 241ھ مؤسسۃ قرطبہ

(15) مسند ابی یعلی: شیخ الاسلام ابویعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی متوفی 307ھ دار لکتب العلمیہ بیروت 1418ھ

(16) صحیح ابن خزیمہ : امام محمد بن اسحق بن خزیمہ متوفی 311ھ مکتب اسلامی بیروت 1395ھ

(17) المعجم الاوسط: امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی 320ھ دار لکتب العلمیہ بیروت 1420ھ

(18) صحیح ابن حبان : امام ابوحاتم محمد بن حبان تمیمی بستی متوفی 354ھ مکتبہ شاملہ

(19) حلیۃ الاولیاء: امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی 430ھ دارالکتاب العربی

(20) شعب الایمان : امام احمد بن حسین بن علی ابوبکر بیہقی متوفی 457ھ مکتبۃ الرشد ریاض

کتب شروحِ حدیث

(21) الطحاوی شرح مشکل الآثار: امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی الحنفی متوفی 321ھ دار لکتب العلمیہ بیروت 1425ھ

(22) نووی شرح مسلم: امام یحیی بن شرف الدین نووی متوفی 672ھ داراحیاء التراث العربی

(23) مرقات المفاتیح: علامہ علی بن سلطان محمد القاری 1014ھ مکتبہ امدادیہ ملتان 1390ھ

کتبِ تصوف

(24) اللمع فی تاریخالتصوف الاسلامی:امام ابی النصر عبد اللہ السراج الطوسی 378ھ دارالکتب الحدیث بمصر 1380ھ

(25) التعرف لمذہب اھل التصوف: امام ابو بکر محمد البخاری الکلاباذی متوفی380ھ مکتبۃ الخانجی بالقاھرۃ

(26) علی ھامش الرسالۃ القشیریہ: امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری متوفی 465ھ دارالکتب بیروت1420ھ

(27) کشف المحجوب : حضور داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری متوفی 500ھ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور

(28) احیاء العلوم: حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی متوفی 505ھ دار صادر بیروت 2000ء

(29) تذکرۃ الاولیاء: شیخ فریدالدین عطار متوفی627ھ قادری رضوی کتب خانہ 2009

(30) لطائف المنن : العارف باللہ شیخ عطاء اللہ اسکندری متوفی709ھ دارالمعارف القاھرہ 2006

(31) قواعد التصوف: علامہ الشیخ سید احمد زروق متوفی 899ھ المرکز العربی للکتاب الشارقۃ

(32) قلادۃ النحر فی شرح حزب البحر : علامہ سید محمد ابی الھدی الصیادی متوفی مطبوعہ صموصیہ بمصر 1315

(33) المفاخر العلیہ فی المآثر الشاذلیہ : امام احمد بن عیاد متوفی محلی شافعی مکتبۃ التراث الازھریہ مصر 2004

(34) لواقح الانوار فی طبقات الاخیار: امام ابوالمواہب عبدالوھاب الشعرانی متوفی مکتبہ بیروت لبنان 2009

(35) شرح حزب البحر : علامہ الشیخ سید احمد زروق متوفی 899ھ دار جوامع الکلم القاھرۃ

(36) النصرۃ النبویۃ : شیخ مصطفی المدنی متوفی1364ھ دارالکتب بیروت1420ھ

(37) **النور التحقیق فی صحۃ اعمال الطریق**: علامہ حامد ابراھیم محمد صقر دارالتالیف مالمالیۃ بمصر 1390ھ

(38) **معراج التشوف الی حقائق التصوف**: احمد بن عجیبہ الحسنی الانجری 1160ھ مرکز التراث الثقافي المغربي الدار البیضاء

(39) **کشف الظنون**: علامہ حاجي خلیفہ متوفی 1067ھ دارالفکر بیروت لبنان 1409ھ

تاریخ

(40) **البدایہ والنھایہ**: امام عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر متوفی 774ھ ناشر نفیس اکیڈمی اردو بزار کراچی

دیوان

(41) **دیوان مخفی**: زیب النساء مخفی کتب خانہ علی ایران 1381ھ

(42) **کلیات اقبال**: علامہ اقبال متوفی 1938ء اقبال اکاڈمی لاہور 1410ھ

لغت

(43) **فیروز الغات**: الحاج مولوی فیروزالدین فیروز سنز لمیٹڈ لاہور نیا ایڈیشن 2010